اَلْعَظْمَةُ وَالْكِبْرِيَاءُ لَكَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

تربیتِ اولاد
کا بہترین طریقہ

مصنفہ
عائشہ صدیقہ
چیئرپرسن البرہان انٹرنیشنل پاکستان



البرہان انٹرنیشنل پاکستان
البرہان ایجوکیشنل سسٹم
گلی نمبر 6 گوبند پورہ فیصل آباد

بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درودِ ابراہیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

نام کتاب........تربیت اولاد کے لئے بہترین نسخہ
مصنفہ........عائشہ صدیقہ
کمپوزنگ........خالد اقبال
سرورق........القمر گرافکس
ناشر........البرہان انٹرنیشنل
اشاعت پانچویں........دسمبر 2015
تعداد........2000

ملنے کا پتہ

البرہان ایجوکیشنل سسٹم گوبند پورہ گلی نمبر 6 فیصل آباد

041-2635481

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو

اپنے دادا جان

حضور فقیہہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم کی

اُن شفقتوں اور محبتوں کے نام کرتی ہوں جن کی بدولت مجھے اس کتاب کے لکھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

عائشہ صدیقہ

اولاد کی تربیت کرنا والدین کا اوّلین فریضہ ہے بچے کا پہلا مکتب اس کا اپنا گھر ہے ماں کی گود بچے کی پہلی یونیورسٹی ہے اس لئے والدین کو اپنی اولاد کی تربیت کرنے کی اہم ذمہ داری سونپی گئی۔

صحیح حدیث ہے کہ "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے" اس لئے اسلام نے بچے کو "ابتداء" سے ہی اسلامی آداب سکھانے کا اہتمام کیا ہے۔

اللہ تعالٰی نے تربیت اولاد کے بارے میں اپنے کلام میں حکم فرمایا:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اُس پر سخت طاقت ور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔" (سورہ التحریم:٦)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سب نگران ہو اور تم سب سے اُنکی رعیت کے بارے میں (قیامت کے دن) سوال ہوگا۔ قرآن کریم کے اوّلین شارح نبی ﷺ نے بچوں کی تربیت

کی ابتداء ان کو اچھے اخلاق اور عمدہ فضائل سکھانے کے ذریعے سے فرمائی تا کہ آج کے بچے جب کل والدین کے درجے تک پہنچیں تو اپنی اولاد کی زیادہ بہتر تربیت کرسکیں۔

انسانی زندگی میں بچپن کا دور انتہائی زرخیز، طویل اور بہت اہم ہوتا ہے اس دور میں والدین اپنی اولاد کے ذہنوں میں ان کی کردار سازی کے لئے بلند پایہ مبادیات اور صحیح نظریات کا بیج بو سکتے ہیں، کیونکہ اس عرصے میں ذہن آلودگی سے پاک ہوتا ہے۔ دل کدورت سے صاف وشفاف اور مزاج فطرتِ سلیمہ پر قائم رہتا ہے۔

بچپن کی سادگی، جرائم سے ناآشنائی اور نرمی و لطافتِ طبع کے باعث بہتر تربیت کے مواقع اور امکانات بکثرت موجود ہوتے ہیں۔

اگر زندگی کے اس حصے میں کامل استفادہ کیا جائے تو مستقبل کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں اور انسان زمانے کی تمام مشکلات کے سامنے ایک طاقت ور مومن بن کر اور ذہنی پختگی سے بہرہ ور ہو کر جوانی کی بہار میں داخل ہوتا ہے۔

اہل علم کا کہنا ہے کہ ''بچہ والدین کے پاس امانت ہوتا ہے، اس کا پاکیزہ دل ایک ایسا سادہ جوہر ہے جو ہر قسم کے نقش ونگار سے خالی ہے اور اس پر کچھ بھی نقش کیا جاسکتا ہے۔ جس چیز کی طرف بھی اسے مائل کیا جائے وہ اسی طرف مائل ہو جائے گا۔ اگر اسے نیکی کی تعلیم دے کر اس کا عادی بنایا جائے تو وہ اسی پر چلتے ہوئے پروان چڑھے گا اور اس کے والدین، اس کے سرپرست اور اسے تعلیم وتربیت دینے والا ہر شخص دنیا و آخرت میں سرخرو ہوگا اگر اسے

برائی کا عادی بنایا جائے اور جانوروں کی طرح نظر انداز کر دیا جائے تو وہ بدنصیب ہو کر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ لیکن اس کا گناہ اس کے منتظم اور سرپرست کو ہوگا۔

بچے کی تعلیم وتربیت کوئی اضافی عمل نہیں اور نہ تکمیلات میں سے ہے۔ یہ تو ان بنیادی امور میں سے ہے جو دینِ اسلام سے نسبت رکھنے والے ہر مسلمان کے لیے لازمی اور ضروری ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرض اور واجب ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ جس کا ذکر پہلے بھی کر دیا گیا اور اب یہاں مزید تفصیل سے بیان کر رہی ہوں تا کہ والدین اس آیت کو بار بار پڑھیں اور اولاد کی تعلیم وتربیت کے بارے میں کسی قسم کی کوتاہی کے مرتکب نہ ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: 'اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اُس پر سخت طاقت ور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔''

(پارہ نمبر 28 آیت نمبر 6) (سورہ التحریم:٦)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:
''انہیں تعلیم دو اور ان کی تربیت کرو۔''

گویا تعلیم وتربیت کا مطلب ہے ''جنت'' اور اسے نظر انداز کرنے کا مطلب ہے ''دوزخ'' لہٰذا اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کی کوئی گنجائش

نہیں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے۔

''اپنی اولاد کو باعزت بناؤ اور ان کی بہترین تربیت کرو۔''

اور فرمایا تاجدار کائنات ﷺ نے:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ لِوَلَدِهٖ اَحْسَنَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ

اَوْ كَمَا قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

''اور کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھی تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔''

تعلیم و تربیت سب سے بہترین تحفہ اور عظیم ترین زیور ہے جو باپ اپنی اولاد کو پہناتا ہے اور یہ دنیا میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

اس اُمت مسلمہ کے مخلص احباب کو مخلص والدین کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تربیت یافتہ نسل کی مانند نسل تیار کرنے کیلئے کمربستہ ہو کر اخلاص و وارفتگی کے ساتھ کاربند ہونا ہوگا اور یہ کام آپ ﷺ کے نقوش پر چل کر اور آپ کے طریقہ کار کو اختیار کرنے ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا۔

''اور اگر تم اس محبوب ﷺ کے پیچھے چلو گے تو ہدایت پاؤ گے۔''

لادین تحریکوں، مغربی ثقافت اور سیکولر نظریات میں ہدایت نہیں ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی تربیت انتہائی اہم اور ضروری کاموں میں سے ہے اگر بچے کی پرورش کے ابتداء میں توجہ نہ دی جائے تو وہ اکثر و بیشتر

بداخلاق بن جاتا ہے۔ دروغ گو، حاسد، چور اور چغل خور ثابت ہوتا ہے۔ بے کار ہنسی مذاق کا رسیا اور مکر و فریب اور فحش گوئی کا عادی ہو جاتا ہے۔ صرف حسنِ تربیت ہی اسے ان تمام اخلاقِ رَزیلہ اور برائیوں سے بچا سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اسے مکتب میں مصروف کر دیا جائے سنتِ اولیاء کے مطابق بچوں کی عمر جب چار سال چار ماہ دس دن کی ہو جائے تو اسے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے خوش الحان اور خوبصورت ادائیگی تلفظ کرنے والے قاری کے پاس مکتب میں چھوڑ دیا جائے۔ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اچھی اچھی باتیں سکھائیں اور نیک لوگوں کے احوال و واقعات پڑھیں تاکہ بچوں کے دل میں اولیاء کرام رحمہم اللہ کی محبت جاگزین ہو جائے علاوہ ازیں بچہ جب بھی کسی اچھی عادت اور پسندیدہ کام کا مظاہرہ کرے تو اس کی عزت افزائی کی جائے اور اسے اتنا انعام دیا جائے کہ بچہ خوش ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اس کی تعریف کی جائے۔ اگر کبھی کبھار بچہ اس کے برعکس کام کرے تو اسے نظر انداز کر دیا جائے اس کے عیبوں کو چھپایا جائے اور انہیں لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کیا جائے۔ خاص کر جب بچہ اسے لوگوں سے چھپانے اور مخفی رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اگر یہی حرکت دوبارہ کرے تو اسے لوگوں سے در پردہ ڈانٹا جائے اور اسے یہ کہا جائے کہ ''خبردار! ایسی حرکت دوبارہ نہ ہونے پائے ورنہ تمہیں لوگوں کے سامنے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

ہر وقت بچوں کو ڈانٹتے رہنے سے رعب و دبدبہ ختم ہو جاتا ہے اور بچہ

ڈانٹ سننے اور برے کام کرنے کو معمولی سمجھنے لگتا ہے اور اس کے دل سے بات کی وقعت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ باپ کی ہیبت کا حق محفوظ رکھیں، اسے بہت کم زجر و توبیخ کی جائے۔ البتہ والدہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو والد سے خوف زدہ رکھے اور برے کاموں سے روکتی رہے۔

اسے اس بات کا بھی عادی بنایا جائے کہ وہ دن کے کسی حصے میں ورزش کرے تا کہ کاہلی اس پر غالب نہ آ سکے اسے اپنے دوستوں کے سامنے اور بچی کو اپنی سہیلیوں یا کلاس فیلوز کے سامنے والد کی جائیداد پر فخر کرنے سے روکا جائے اسے تواضع وانکساری اور دوستوں کی عزت کرنے اور ان کے ساتھ نرم کلامی سے پیش آنے کا سبق دیا جائے۔ اسے یہ بتایا جائے کہ عظمت و رفعت کسی سے لینے میں نہیں بلکہ دینے میں ہے۔ کسی سے لینا یا مانگنا کمینگی، گھٹیا پن اور ذلت ہے۔ اگر بچہ غرباء و مساکین کی اولاد میں سے ہو تو اسے یہ تعلیم دی جائے کہ لالچ کرنا اور کسی سے لینا ذلت و رسوائی ہے۔

بچے کو یہ بھی تعلیم دی جائے کہ محفل میں تھوکنے اور بلغم پھینکنے سے گریز کرے، کسی دوسرے شخص کی موجودگی میں جمائی پہ جمائی نہ لے آ جائے تو ہر ممکن روکنے کی کوشش کرے نہ کسی بڑے کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے، پاؤں پر پاؤں رکھ کر بھی نہ بیٹھے، ہتھیلی کو ٹھوڑی کے نیچے نہ رکھے اور نہ بازو کو سر کا تکیہ بنائے کیونکہ یہ سستی اور کاہلی کی علامت ہے اسے بیٹھنے کا طریقہ سکھایا جائے زیادہ گفتگو کرنے سے روکا جائے اور زیادہ بولنے کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے واضح کیا جائے کہ زیادہ بولنا پرسنیلٹی کو تباہ کر دیتا ہے اور بدتمیزی کی

علامت بھی ہے۔

اپنے بچوں کو قسم اٹھانے سے سختی سے منع کیا جائے خواہ وہ سچی ہو یا جھوٹی تا کہ وہ بچپن سے قسم اٹھانے کے عادی نہ بن جائیں انہیں بتایا جائے کہ بزرگوں کا قول ہے کہ سچی قسم کھانے والے کے رزق میں تنگی ہوتی ہے اس لیے یہ عمل چھوڑ دیا جائے جس میں نقصان ہی نقصان ہے اور فائدہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا بچوں کو گفتگو میں پہل کرنے سے بھی روکا جائے انہیں یہ بھی تعلیم دی جائے کہ سوال کے جواب میں زائد بات نہ کرے اور وہ بھی بقدرِ ضرورت۔

عمر میں بڑا شخص اور تعلیم یافتہ جتنی بھی بات کرے پورا ٹائم توجہ سے اس کی بات سنیں اپنے سے بلند مرتبہ آدمی کے لئے تعظیماً کھڑے ہو جائیں بچے کو بتایا جائے کہ بڑے آدمی کے لئے بیٹھنے کے لئے کھلی جگہ دیں اور ادب سے بیٹھیں۔

بچے کو فحش گوئی، لعن طعن اور سب و شتم سے روکا جائے، بلکہ ان کے مرتکب آدمی کی ہم نشینی سے بھی منع کیا جائے، کیونکہ برے دوستوں کی ایسی عادتیں مستقل ہو جاتی ہیں۔ بچوں کی تربیت کا بنیادی اصول ہی یہ ہے کہ انہیں برے ساتھیوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اسے یہ سبق دیا جائے کہ وہ اپنے والدین، اساتذہ، بزرگوں اور عمر میں بڑے ہر شخص کی اطاعت و فرمانبرداری کرے، خواہ رشتہ دار ہو یا کوئی اجنبی ہو، وہ جوں ہی سنِ شعور کو پہنچ جائے اس سے ترکِ نماز و طہارت کے سلسلہ میں چشم پوشی نہ کی جائے اور اسے رمضان المبارک کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھنے کا بھی حکم دیا جائے اور گا ہے بگاہے رمضان المبارک کے روزے بھی رکھنے کا حکم دیا جائے تا کہ بالغ ہونے پر فرائض میں کوتاہی نہ ہو نماز کے ساتھ ساتھ فرض

روزوں کا بھی اہتمام کرتا رہے۔

مختصر یہ کہ تمام کاموں کے آغاز میں اس کی نگرانی کی جانی چاہیے کیونکہ فطرتی طور پر بچے میں نیکی اور بدی کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔اس کے والدین ہی اسے کسی ایک طرف لے جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَ اِنَّمَا اَبَوَاهُ
يُهَوِّدَانِهٖ اَوْيُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ۔

''ہر بچہ فطرت (اسلام) کے مطابق پیدا ہوتا ہے۔اس کے والدین ہی ہوتے ہیں جو اسے یہودی عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

بچوں کی تربیت والدین کی ایک ایسی ذمہ داری اور تربیت کنندگان کا ایک ایسا فریضہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے پورا پورا حساب لے گا اور ان سے ان کی اس رعایا کے متعلق پوچھے گا۔کیونکہ ہم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے۔اس بنا پر تربیت دہندہ اس مسؤلیت کے سامنے ہمیشہ حیران نظر آتے ہیں بلکہ فکر مندی کبھی کبھی ان کے لئے پریشانی کا باعث بھی بن جاتی ہے کہ وہ بچوں کے رجحانات و ترجیحات کے مختلف ہونے اور صحیح تربیت کے راستے میں مشکلات و موانع کی کثرت کے باعث کامیابی کی راہ کیوں کر اختیار کر سکتے ہیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے ذکر کے بعد اب ہم فرمانِ مصطفوی ﷺ کی طرف توجہ دیتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے والدین کو اپنی اولاد کی تربیت

کرنے میں کن تین خاص خصلتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور والدین کو تاکیداً اپنی اولاد کو ان تین خصلتوں سے مزین کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: اپنی اولاد کو تین خصلتوں سے مزین کروا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اہلِ بیت کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت کی محبت۔

ان خوبصورت تین خصلتوں کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ قارئین ہر باب کی وضاحت کو یکسوئی سے پڑھیں، مطالعہ کریں اور احسن طریقے سے اولاد کی تربیت کر کے دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کریں اور اپنی اولاد جو کہ اللہ رب العزت کا خوبصورت سے خوبصورت انعام ہے اسے بے راہ روی کا شکار ہونے سے بچائیں۔

پہلا باب:

محبت مصطفیٰ ﷺ

محبتِ مصطفیٰ یا عشقِ مصطفیٰ ﷺ اصل ایمان ہے کیونکہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معلم کائنات تاجدار مدینہ ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ اے پیارے آقا ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ خوبصورت گلاب کی پتیوں سے بھی زیادہ نازک لباہائے مبارکہ سے فرماتے ہیں ایمان کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنے والے میرے غلامو!

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُ كُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ
وَ وَالَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

ترجمہ:......تم میں سے ہرگز کوئی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک میں (اللہ کا محبوب) اسے اس کی اولاد، اس کے والدین اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔(بخاری و مسلم)

جناب سیّدہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ حبیبہ ؓ بنتِ ابوسفیان اسلام اور اُمّ المومنین کے معزز لقب سے ملقب ہو چکی تھیں، صلح حدیبیہ کے بعد آپ کے والد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے۔

سیدنا ابوسفیان کی بیٹی اُم المومنین اُم حبیبہ ؓ نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد سید العالمین ﷺ کے نکاح میں آ کر اُم المومنین ؓ کا مقام حاصل کر لیا تو ان کا باپ ابوسفیان جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور اپنی بیٹی اُم المومنین اُم حبیبہ ؓ سے ملنے ان کے گھر گئے وہاں نبی اکرم ﷺ کا بستر بچھا ہوا تھا۔ اُم المومنین ؓ کے والد جب اس بستر پہ بیٹھنے لگے تو بیٹی نے کہا ابا تھوڑی دیر رک جایئے۔ بیٹی دوڑی آئی اور اس بستر مبارک کو لپیٹ لیا اور کہا اب بیٹھنا ہے تو بیٹھ جاؤ یہ منظر دیکھ کر باپ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور بولا بیٹی بتا میں اس بستر کے لائق نہیں یا یہ بستر میرے لائق نہیں تو بیٹی نے کہا ابّا یہ بستر رسولِ خدا ﷺ کا ہے اور تو مشرک ہے میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں کہ ایک مشرک کا جسم میرے آقا رسول اللہ ﷺ کے بستر مبارک کے ساتھ چھوئے یہ سن کر باپ بولا بیٹی تو یہاں آ کر بُری عادتوں میں مبتلا ہو گئی ہے۔ الحاصل چونکہ اُم المومنین ؓ کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ موجزن تھا وہ کیسے کسی اور کو ان کے بستر پر بٹھا سکتی تھیں خواہ

باپ ہی کیوں نہ ہو یہ ہیں عشق مصطفیٰ ﷺ کے تقاضے۔

محبت مصطفیٰ ﷺ ساری دولتوں سے بڑی دولت ہے ایمان نام ہی نبی علیہ السلام کی محبت کا ہے۔

عاشق صادق یوں محبت مصطفیٰ ﷺ کو ایک شعر میں بیان کرتے ہیں۔

محمد کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

(محمد حفیظ جالندھری)

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک اسرائیلی تھا جس کے اعمال نہایت گندے اور خراب تھے جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اس کا کفن دفن گوارہ نہ کیا کیونکہ یہ کردار کا اچھا نہیں تھا اس لئے اس کو گھسیٹ کر گندگی کے ڈھیر (روڑی) پر پھینک آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم اللہ کو وحی بھیجی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہو گیا ہے اور وہ فلاں جگہ ایک گندگی کے ڈھیر پر پڑا ہے آپ اپنی اُمت کو حکم دیں کہ وہ اسے وہاں سے اٹھا کر لائیں اور غسل و کفن کے بعد آپ اس کا جنازہ پڑھائیں اور پھر اس کو دفن کر دیں یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچ گئے اس کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ تو وہی پاپی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے اسے لایا گیا اور اعزاز کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ تو بڑا مجرم اور پاپی تھا یہ تیرا دوست کیسے ہو گیا اور اسے یہ اعزاز کیونکر حاصل ہوا تو وحی آئی: اے موسیٰ تھا تو یہ ایسا ہی پاپی مگر جب بھی یہ تورات کھولتا

اس کی نظر میرے حبیب کے نام مبارک پر پڑتی (چونکہ اس کے دل میں عشق تھا) یہ اس مبارک نام کو بوسہ دیتا اور درود پاک پڑھتا اس لئے میں نے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے۔

مشکل جو سر پہ آ پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پر درود اور سلام

اللّٰهم صل وسلم و بارك على النبى المختار وسيد الابرار
وَ عَلىٰ اٰلِهٖ وَ اَصحَابِهٖ اِلٰى يَوْمِ القَرَارِ۔

یہ واقعہ کوئی عام واقعہ نہیں ہے بلکہ اس واقعہ کو بڑے بڑے محدثین اور آئمہ دین نے بڑے وثوق کے ساتھ لکھا ہے مثلاً حضرت خواجہ ضیاء اللہ نے مقاصد السالکین میں اور امام سخاوی نے القول البدیع میں اور صاحب حلیہ نے حلیۃ الاولیاء میں اور حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت حلبیہ میں ذکر کیا ہے۔

وَالحمد للّٰه ربّ العالمين۔

نیز اس واقعہ کی تائید احادیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

(حدیث پاک)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک پاپی گنہگار بندے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے قریب کرے گا۔ ان اللّٰه يدنى المومن۔ اس پر اپنی رحمت کا پلّو رکھے گا اور اسے لوگوں سے چھپا کر فرمائے گا اے بندے کیا تو نے فلاں وقت یہ گناہ نہیں کیا تھا تو وہ بندہ اپنے

گناہوں کا اقرار کرے گا اور سمجھے گا کہ اب میں نہیں بچ سکتا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے بندے میں دنیا میں تیرے گناہوں کو چھپاتا رہا (کیونکہ تو مومن تھا) اور اب میں تجھے معاف کرتا ہوں اس کے بعد اس کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دے دیا جائے گا (اور وہ خراماں خراماں جنت میں پہنچ جائے گا) لیکن کافروں اور منافقوں کے متعلق عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ۔ یعنی ساری مخلوق کے سامنے ندا دی جائے گی کہ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کریم پر بہتان لگائے خبردار ایسے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ساری رعایتیں اور ستر پوشیاں ایمان والوں کے لئے ہیں اور مومن ہوتا ہی وہ ہے جس کے دل میں محبت اور عشق مصطفیٰ ﷺ موجزن ہو جیسا کہ خود سید العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے ہرگز کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کا نبی تمہیں اپنی اولاد اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں

نیز فرمایا سید العالمین ﷺ نے:

اَلَا لَا اِيمانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔

اور بڑی تاکید کر کے تین مرتبہ فرمایا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی لازوال دولت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟

لیجئے! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام اور فقہاء عظام کے فرمان کے مطابق جواب حاضر خدمت ہے۔

(1)......رسول اکرم نبی محترم سید العالمین ﷺ کی عظمت اور شان محبوبی کے واقعات سننے پڑھنے سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی لازوال دولت حاصل ہوسکتی ہے۔

(2)......درود پاک پڑھنے سے بھی عشق مصطفیٰ ﷺ کا وافر حصہ عطا ہوسکتا ہے۔

(3)......کسی ولی کی نظر عنایت ہوجائے تو بھی یہ دولت مل سکتی ہے۔

(4)......نبی علیہ السلام کی سنتوں کو زندہ کرنے سے بھی محبت مصطفیٰ ﷺ کا دریا دل میں ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔

(5)......عشق مصطفیٰ ﷺ جن سعادت مندوں کو نصیب ہوجاتا ہے فیروز بختیاں اور سعادت مندیاں اس پر فدا ہو جاتی ہیں کیونکہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی لازوال نعمتیں اور بہاریں اس کے نصیبوں میں رقم ہوجاتی ہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان ذیشان ہے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اِلَيْهِ۔

آدمی جنت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔

ایمان لانے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی خوشخبری نہ تھی کہ جس سے محبت ہوتی ہے قیامت کے دن اسی کا ساتھ نصیب ہوتا ہے۔

جس دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا بسیرا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہیں اور وہ خراماں خراماں جنت پہنچ جائیں گے اور جن کے دل عشق مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہیں ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے خواہ وہ کیسے ہی عمل کریں نیز جن کے دل عشق و محبت سے خالی ہیں ان کے دلوں میں نفاق اور بغض بھر جاتا ہے جیسے

کہ بوتل میں شربت روح افزا بھرا ہو جب شربت نکلتا جائے گا تو اس بوتل میں ہوا بھرتی جائے گی اور جب دل سے عشق مصطفیٰ ﷺ نکل جائے تو نفاق بھر جاتا ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ پر عیب جوئی اور ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں جیسے کہ حضرت مولانا سید غلام جیلانی کا واقعہ کئی جگہ درج ہو چکا ہے اور خود سید العالمین ﷺ نے فرمایا یہ لوگ میرے بارے میں عیب جوئی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ باری تعالیٰ مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو ایسے لوگوں کے سائے سے بھی بچائے رکھے اور ایمان کی سلامتی عطا فرمائے۔آمین۔

حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا اقرار کرنا اور زندگی کے آخری سانس تک اسے عملی طور پر ثابت قدم رہنا بہت مشکل کام ہے لیکن اجر میں سب سے بڑا ہے عشق مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ لگانا آسان ہے مگر اس پر عملی طور پر مظاہرہ کرنا آگ اور خون کے سمندر سے گزرنے کے مترادف ہے آج کا دور تو آج کا دور ٹھہرا جب آج سے چودہ صدیاں قبل محبوب خدا ﷺ نے اسلام اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تھا تو وہی لوگ جو نبی خدا کو امین، صادق اعلیٰ ترین کردار کا پیکر کہتے نہیں تھکتے تھے اسی وقت آپ کے دشمن ہوگئے جس زبان سے نکلنے والے الفاظ کو وہ سچائی اور صداقت کی میزان سمجھتے تھے اس زبانِ اقدس سے نکلنے والے الفاظ ان کیلئے ناقابلِ برداشت ہوگئے۔ مٹی اور پتھر کے سینکڑوں اصنام نے ان کی عقلوں پر جہالت، تعصّب اور باطل پرستی کی مہر لگا دی تھی۔ وہ اندر سے محسوس کرتے تھے کہ نبی ﷺ کی زبان حق و صداقت کے الفاظ

کے علاوہ اور کچھ ادا کر ہی نہیں سکتی مگر اپنا قبائلی وقار، انا پسندی اور بتوں کے ساتھ ان کی دیرینہ وفاداری انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمہ حق کو قبول کرنے سے روک رہی تھی۔ اب اُن کے پاس ایک ہی حربہ تھا کہ امن و سلامتی کے علمبردار اور اس کے چاہنے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جائیں، خدا کی توحید و سربلندی کا نعرہ لگانے والے پر زندگی گزارنی محال کردی جائے۔ کفر و شرک کے اندھیروں میں آفتاب نور روشن کرنے والوں کی زندگی اجیرن کردی جائے کہ اُن کے لیے زندگی کا ایک ایک سانس لینا دشوار ہو جائے۔

ہمارا اسلامِ شوق پہنچے اُن فرزندانِ عزیمت کو جنہوں نے ہر مشکل گھڑی میں حامی بیکساں، معین ﷺ کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کردیا ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کا دامن رحمت تھام لیا خدا کی واحدانیت اور رسالت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقرار کرلیا تو پھر ان کے قدم راہِ استقامت میں کبھی ڈولنے نہ پائے وہ اس حقیقت کی تفسیر بن چکے تھے۔

قدم آگے کو اُٹھے ہیں وہ واپس پھر نہیں سکتے
بلندی عشقِ احمد ﷺ کی ملی ہے گر نہیں سکتے

اسلام قبول کرنے والے "السابقون الاوّلون" میں جہاں حضرت صدیق اکبر، حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت عثمان، حضرت عمر فاروق (رضی اللہ علیہم اجمعین) جیسے سربلند نفوسِ قدسیہ اور عظیم شخصیات کے اسمائے گرامی سامنے آئے ہیں وہاں ایک ایسے گھرانے کا تصور

بھی ابھرتا ہے جو تین افراد پر مشتمل تھا۔ حضرت یاسر، حضرت سمیہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم پر ظلم وستم کی انتہا کردی گئی۔ اس زمانے میں سرورِ عالم ﷺ ایک دن بنو مخزوم کے محلے سے گزرے تو آپ نے دیکھا کہ کفارِ قریش نے ایک ضعیف العمر خاتون کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں زمین پر لٹا رکھا اور پاس کھڑے ہو کر قہقہے لگا رہے ہیں۔ ساتھ ہی اس خاتون سے کہہ رہے ہیں "محمد کا دین قبول کرنے کا مزہ چکھو۔"

مظلوم خاتون کی بے بسی دیکھ کر حضور ﷺ آبدیدہ ہوگئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "بڑھیا صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت میں ہے۔"

راہ حق میں ظلم سہنے والی یہ خاتون جس کو سید العالمین ﷺ نے صبر کی تلقین فرماتے ہوئے جنت کی نوید سعید سنائی۔ حضرت سمیہ بنتِ خیاط تھیں۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا شمار نہایت بلند پایہ صحابیات میں ہوتا ہے انہوں نے راہ حق میں اپنے ضعف اور کبرسنی کے باوجود زہر گداز مظالم جھیلے، یہاں تک کہ اپنی جان بھی اسی راہ میں قربان کردی اور اسلام کی سب سے پہلی شہید ہونے کا عظیم الشان شرف حاصل کیا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کون تھیں، حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کون تھے؟ کہاں کے رہنے والے تھے، کس دور مکہ معظمہ میں آئے اور کس دور سلطان دو عالم ﷺ کے پیغامِ اسلام نے انہیں اس درجہ متاثر کردیا تھا کہ وہ ہر ستم سہنے کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ اسلامی مساوات تھی جس نے حضرت بلال، حضرت خبیب، حضرت یاسر اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہم کو یہ احساس دلایا تھا کہ فقط اسلام ہی وہ ضابطہ حیات ہے جس

کے دامن میں پناہ لیکر مقتدر انسانوں کی صف میں کھڑا ہوا جا سکتا ہے۔تاریخ کا مطالعہ ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت یاسر بن عامر سے کر دی۔اُن کی صُلب سے حضرت سمیہ کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔حضرت عبداللہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم یہ وہ زمانہ تھا جب رحمتِ عالم ﷺ بچپن اور جوانی کی منازل طے کر رہے تھے۔قیاس یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ اقدس کا یہ سارا دور حضرت یاسر، حضرت سمیہ، حضرت عبداللہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے سامنے گزرا اور انہوں نے اس طرح حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی عظیم ترین شخصیت اور اعلیٰ سیرت و کردار کا نہایت گہرا اثر قبول کیا۔کیونکہ بعثت کے بعد حضور ﷺ نے دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو اس سارے خاندان نے بغیر کسی تامل کے اس پر لبیک کہا۔یہ وقت اہل حق کیلئے بڑا ہی نازک اور پُر آشوب تھا۔مکہ کا جو شخص بھی اسلام قبول کرتا، مشرکین اس معاملے میں اپنے قریب ترین عزیزوں کا بھی لحاظ نہیں کرتے تھے۔حضرت یاسر اور ان کے بیٹے غریب الوطن تھے اور حضرت سمیہ بھی غلام تھیں اور ابھی تک بنو مخزوم نے ان کو آزاد نہیں کیا تھا۔ان بے چاروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں مشرکین کو کوئی چیز مانع نہیں تھی۔انہوں نے اس بے کس خاندان پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی۔حضرت یاسر اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہما دونوں ضعیف اور کبیر السن تھے مگر اُن کی قوت ایمانی اور استقامت کا یہ عالم تھا کہ مشرکین ان کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور شرک پر مجبور کرتے مگر راہِ حق کے یہ مسافر اللہ اور رسول سے سچے دل سے محبت کرنے والے تھے ان کے

پاؤں میں لغزش آتی، ان کے پاؤں ڈگمگاتے تو کیونکر انہوں نے اللہ کے محبوب علیہ السلام کی محبت کے جام پیئے تھے اور اپنی بوڑھی جانوں سے یہ کہا تھا کہ ؎

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

رحمتِ عالم ﷺ نے بعثت کے بعد دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو وہ ہی قریش مکہ جن کی زبانیں آپ کو امین امین کہتے نہیں تھکتی تھیں وہ نہ صرف آپ ﷺ کے خون کے پیاسے بن گئے بلکہ جو شخص بھی دعوتِ حق پر لبیک کہتا اُس پر بے تحاشا ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیتے اس میں مرد یا عورت کی کوئی تخصیص نہیں تھی۔

لیکن عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کے قدم جائز حق سے ایک عرصہ کیلئے بھی نہ ڈگمگائے یہی حال مذکورہ مظلوموں کا بھی تھا ان مظلوموں کو لوہے کی زرہیں پہنا کر مکہ کی جلتی تپتی ریت پر لٹانا اور سینے پر بھاری پتھر رکھنا، پشت کو آگ کے انگاروں سے داغنا اور پانی میں غوطے دینا تو کفار کا روز کا معمول بن گیا تھا۔ایک مرتبہ سرورِ دو عالم ﷺ اس مقام سے گزرے جہاں ان مظلوموں کو عذاب دیا جا رہا تھا شفیقِ اُمت ﷺ کو اس پر سخت دکھ ہوا اور آپ نے فرمایا: صبر کرو اے آلِ یاسر کیونکہ تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہو چکا ہے۔"

حضور نبی اکرم ﷺ پر پوری طرح آشکارا ہو چکا تھا کہ اس خاندان پر ڈھائے گئے مظالم کی نظیر نہیں ملتی۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے کئی غلاموں کو آزاد کرا چکے تھے ہو سکتا ہے کہ مسلمان مالی طور پر اُس وقت کمزور ہوں

کہ ان چاروں کو آزادی نہ دلا سکتے ہوں یا پھر ابو جہل اور اس کے شقی القلب رفقاء نے اسے اپنی انا اور جھوٹی عزت کا مسئلہ بنا لیا ہو کہ ہم نے ہر صورت غریب، بوڑھے، لاچار اور کمزور ماں باپ اور ان کے جوان بیٹوں کی زندگیوں سے کھیل کر ان کی لاشوں کو مسلمانوں کیلئے مقامِ عبرت بنانا ہے اس لئے وہ کسی قیمت پر بھی آل یاسر کو آزاد کرنے پر تیار نہ ہوتے ہوں۔ ورنہ رحمتِ پناہ بیکساں نے تو جہاں بھی جس کو ظلم و تشدد کی چکی میں پستے دیکھا، خود کوشش کی یا صحابہ کرام کے تعاون سے انہیں آزادی دلانے میں کامیاب و کامران رہے۔ یہاں معاملہ زیادہ ہی سخت تھا۔ مظلوم بھی انتہائی غریب و مفلس و کمزور تھے اور ظالم و جابر بھی اپنے جبر و ستم کی آخری حدوں کو آزما رہے تھے۔ حضور علیہ السلام انہیں دیکھے بغیر بھی نہیں رہ سکتے تھے اس لئے ہر بار انہیں صبر کی تلقین کرتے اور جنت کا مژدہ سناتے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بچوں کو مبتلائے مصیبت دیکھا تو فرمایا صبر کرو۔ اے اللہ آلِ یاسر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما دے اور تو نے ان کی مغفرت کر ہی دی۔ بوڑھے یاسر رضی اللہ عنہ یہ ظلم سہتے سہتے ایک دن واصل باللہ ہو گئے مشرکین کو پھر بھی اس خاندان پر رحم نہ آیا اور انہوں نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بچوں پر ظلم کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ اسی طرح ظلم سہنے اور ظلم کرنے کا عمل جاری رہا یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابو جہل ظلم و تشدد اور وحشیانہ سفاکی کو آخری منزل تک پہنچانے پر تلا ہوا ہے۔ اس نے ظلم و ستم کا ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا تھا مگر یہ نحیف و نزار غلامانِ مصطفےٰ ﷺ نے اپنی قیمتی جانوں سے انہیں کونسا ایسا نشہ پلایا ہے کہ انہیں اپنی

قیمتی جان کی معمولی سی بھی پرواہ نہیں اور یوں لگتا کہ موت ان عاشقانِ رسول ﷺ کے لئے موت نہیں بلکہ حقیقی کا پیغام ہے۔

کشادِ دردِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت انکی نظر میں

ایک دن حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا دن بھر سختیاں سہنے کے بعد شام کو گھر آئیں تو ابو جہل نے انکو گالیاں دینی شروع کر دیں اور پھر اس کا غصہ اتنا تیز ہوا کہ اپنا برچھا حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو کھینچ مارا وہ اسی وقت زمین پر گریں اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل نے تیر مارا اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے فرزند کو بھی شہید کر دیا۔ اب صرف حضرت عمار رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تھے انہیں اپنی والدہ کی مرگ بے کسی پر سخت صدمہ ہوا روتے ہوئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے اور یہ سارا واقعہ سنا کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ اب تو ظلم کی انتہا ہو گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبر کی تلقین کی اور فرمایا "اے اللہ آل یاسر کو دوزخ سے بچا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ تو بیٹے تھے۔ اس لئے انہیں والدہ کی مظلومانہ شہادت کبھی نہ بھول سکتی تھی لیکن سرورِ کونین ﷺ کو بھی ابو جہل کی شقاوت اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی مرگِ بیکسی یاد رہی چنانچہ میدان بدر رمضان المبارک ۲ھ میں ابو جہل واصلِ جہنم ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا قَدْ قَتَلَ اللّٰہُ قَاتِلَ اُمِّکَ اللہ نے تیری والدہ کا قاتل مار دیا ہے۔ وہ وقت بھی کتنا عبرت آفرین تھا جب حضرت یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت

سمیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ کا قاتل حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر تشدد کا ہر حربہ آزمانے والا ابوجہل خود کو موت کے بے رحم جبڑوں میں لے جا رہا تھا۔ یہی ابوجہل تھا جس نے نہ جانے کتنے حق پرستوں کی زندگی کے چراغوں کو گل کیا تھا اور آج میدانِ بدر میں ایک ہزار مسلح فوج کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانفروشوں کی زندگیوں کے چراغ گل کرنے کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر تلا ہوا تھا۔

اسلام اور کفر کی زبردست معرکہ آرائی کے بعد حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ کے اس فرعون کو شدید زخمی کر کے بے دست و پا زمین کی خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اب وہ بد بخت اپنے بہتے ہوئے خون میں ڈوب کر اپنے وجود ناپاک کی سانسوں کو ختم ہوتا ہوا محسوس کر رہا تھا اتنے میں حضرت معاذ و معوذ رضی اللہ عنہما نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابوجہل کی ہلاکت کا مژدہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے ذوالجلال کا شکر ادا کیا کہ جس نے ظلم و تکبر کے پیکر کو موت کی تلخیاں جھیلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اسی دوران صحابی رسول فقیہہ اُمت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ کمزور جسم کے مالک تھے ابوجہل کی زرہ اور سامان بطور مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے اس کے قریب پہنچے اس کی تلوار اٹھائی اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے موت کے منہ میں جانے والے اس شیطان نے پھر بھی اکڑتے ہوئے کہا اوئے چرواہے تجھے پتہ ہے تو کس کے سینے پر بیٹھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا او ظالم و بد بخت! اپنا انجام دیکھ تو ذلت اور رسوائی کی موت مر رہا ہے اسلام سرخرو ہو چکا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاتح ہیں۔

یہ سنتے ہی آخری دردناک کراہ ابوجہل کے سینے سے نکلی اور کہا میرا سر میرے گلے سے رگڑ رگڑ کر کاٹنا تا کہ جب مقتولوں کی گنتی ہو تو مکے کے سردار کا سر سب سے بلند ہو۔ ابوجہل مٹ چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا جن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اپنے والدین یاد آ رہے تھے جو ساری زندگی ابوجہل کی سفاکی اور زیادتی کا نشانہ بنتے اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ شفیق اُمت نے ان کے آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا! ''اللہ نے تمہاری ماں کے قاتل کا بدلہ لے لیا ہے''

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت ہجرت نبوی سے کئی برس قبل ہوئی تھی اس لئے تمام مؤرخین نے انہیں اسلام کی اولین شہیدہ قرار دیا ہے۔ جنہوں نے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جام پیا تھا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔

یہ ہے سچی محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جیسی بوڑھی اور کمزور و بے بس خاتون کو اتنا بہادر بنا دیا اتنا طاقتور بنا دیا کہ اُس وقت سے لے کر اب تک آپ کی بہادری کی داستان سن کر اور پڑھ کر اہل دنیا انگشت بدنداں ہیں۔ شاید اسی داستان کو سامنے رکھتے ہیں مفکر اسلام ڈاکٹر علامہ اقبال گویا ہوئے تھے کہ ۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اُجالا کر دے

اسی لئے تو بزرگانِ دین نے فرمایا کہ جس دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بسیرا

کر لیتا ہے اس خوش نصیب کے لئے جنت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں اور جنت کی لازوال نعمتوں سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی نعمت محبوب خدا ﷺ کی رفاقت بھی جنت میں نصیب ہو جاتی ہے کیونکہ محبوب خدا ﷺ نے فرمان ذیشان دیا۔ ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اِلَیْہِ'' آدمی اسی کے ساتھ جنت میں ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔

اسی لئے رحمت دو عالم شفیق اُمت، تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو اپنے نبی کی محبت سکھاؤ تاکہ دین و دنیا سنورتے جائیں کیونکہ اس سے بڑی دولت ایمان کے بعد کوئی نہیں اس سے بڑا سرمایہ نہیں بلکہ حقیقت ایمان تو ہے ہی محبوب خدا ﷺ کی محبت اس دولت گراں بہا کے بغیر تو ایمان ہی مکمل نہیں۔

ایک صحابی رسول کے دو بیٹے ہیں ابھی ابتدائے اسلام ہے۔ مکہ کی سرزمین ہے یہ دونوں چھوٹے چھوٹے بچے مکہ کے شہر میں کھیل رہے ہیں اور ساتھ ساتھ یا محمد یا محمد ﷺ پڑھ رہے ہیں۔ ابوجہل وہاں سے گزرا، سنا کہ دو ننھے ننھے بچے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیارا نام اپنی ننھی ننھی زبانوں سے محبت سے ادا فرما رہے ہیں۔ غصے سے تلملایا اور دونوں بچوں سے مخاطب ہو کر کہا یہ نام مت لو۔ لیکن بچے اس کی ایک نہیں سنتے اور مسلسل حضور تاجدار کائنات ﷺ کا ذکر پاک کر رہے ہیں۔ ابوجہل غصے میں آ گیا اور بچوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ ظالم اس قدر بچوں کو مارتا ہے کہ وہ دونوں بچے لہولہان ہو جاتے ہیں۔

خون پیشانیوں سے اور جسم سے بہہ رہا ہے لیکن زبان پر مسلسل یا محمد یا محمد ﷺ کا ورد جاری ہے یہ نام زبان سے نہیں چھوٹتا ہے۔

نام محمد کتنا میٹھا میٹھا لگتا ہے

یہ دونوں جہاں سرکار کا ہم کو صدقہ لگتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے نبی اکرم ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کیا کہ (یارسول اللہ) قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا: میرے پاس تو کوئی تیاری نہیں (امام احمد کی روایت میں ہے کہ اس نے عرض کیا میں نے تو قیامت کے لئے بہت سے اعمال نہیں تیار کئے نہ ہی بہت سی نمازیں اور نہ ہی بہت سے روزے) سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں (یعنی تمام صحابہ کرام کو) کبھی کسی خبر سے اتنی خوشی حاصل نہیں ہوئی جتنی خوشی حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمانِ اقدس سے حاصل ہوئی کہ تم قیامت کے دن جنت میں اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں رسول کریم ﷺ سے محبت کرتا ہوں اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں لہٰذا اُمید کرتا ہوں کہ ان کی محبت کے باعث میں بھی انہی کے ساتھ جنت میں رہوں گا۔ اگرچہ میرے اعمال تو ان حضرات کے اعمال جیسے نہیں۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے حاضر خدمت ہو کر حضور نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے میری جان اور میرے اہل و عیال اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں جب میں اپنے گھر

میں ہوتا ہوں تو بھی آپ کو یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک مجھے چین و قرار نہیں آتا جب تک میں حاضر خدمت ہو کر آپ کی زیارت نہ کرلوں۔ لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال با کمال کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو خدشہ ہے کہ آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ حضور نبی علیہ السلام نے اس صحابی کے جواب میں سکوت فرمایا: یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لے کر اترے: ''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روز قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔'' پس آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ (صحیح بخاری)

وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے ہیں پس یہی وہ لوگ ہیں جنہیں (قیامت کے دن) ان حضرات کا ساتھ نصیب ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا نبیوں، صدیقوں اور شہداء و صالحین (کا ساتھ نصیب ہوگا) اور انہی لوگوں کا بہترین ساتھ ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک آدمی نے ان سے کہا کہ لوگوں میں سے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اسے یاد کریں۔ تو انہوں نے یا محمداہ (ﷺ) کا

نعرہ بلند کیا۔'' (الادب المفرد (امام بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے (اور حکم دیتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پھر آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین والوں (کے دلوں) میں بھی اس بندے کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اولاد کی تربیت کے حوالے سے اچھے ساتھیوں کی ہم نشینی کے بارے میں فرمایا: اچھے اور بُرے ساتھی کی مثال مُشک والے اور بھٹی دھونکنے والے جیسی ہے کیونکہ مُشک والا یا تو تحفۃً تمہیں (تھوڑی بہت خوشبو) دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے ورنہ عمدہ خوشبو تو تم پا ہی لو گے، رہی بھٹی والے (لوہار) کی بات تو (اس کی بھٹی کی آگ) یا تمہارے کپڑے جلا دے گی وگرنہ تمہیں (بھٹی کی) بدبو تو ضرور پہنچے گی۔ (ترمذی شریف)

اس حدیث شریف کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ خود اور اپنی اولاد کو ہمیشہ نیک لوگوں یعنی نبی اکرم ﷺ سے سچی محبت کرنے والوں کی محبت میں رہنے کی تاکید کرنی چاہئے تاکہ ہماری

اولاد کے دلوں میں بھی آقائے دوجہاں ﷺ کی محبت کی لازوال دولت جاگزیں ہو جائے جس دولت سے بڑی دنیا میں کوئی دولت نہیں اور دنیا و آخرت میں سرخروئی بھی نصیب ہو جائے اور ہرگز ہرگز اپنی اولاد کو (جو کہ اللہ تعالیٰ کا ایک خوبصورت عطیہ ہے) بُرے لوگوں نبی یعنی گستاخانِ رسول ﷺ اور آپ کی ذاتِ عالی سے بغض رکھنے والوں کے سائے سے بھی بچتے رہنے کی سختی سے تاکید کرتے رہنا چاہیئے تاکہ ہمارے بچوں کے دامن کسی بھی ایسی چنگاری سے محفوظ رہیں جو کہ کپڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم جب آپ کی بارگاہِ اقدس میں ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوتے ہیں ہم دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے باسی ہو جاتے ہیں اور جب آپ کی بارگاہ سے چلے جاتے ہیں اور اپنے گھر والوں سے گھل مل جاتے ہیں تو ہمارے دل بدل جاتے ہیں۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسی حالت میں رہو جس طرح میرے پاس سے اُٹھ کر جاتے ہو تو فرشتے تمہارے گھروں میں تمہاری زیارت کریں اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ضرور ایک نئی مخلوق لے آئے گا تاکہ وہ گناہ کریں (اور پھر توبہ کر لیں) اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔'' (الترمذی فی السنن)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''(سچے) مومنوں کی محبت ہی اختیار کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیز گار (دوست) ہی کھائے۔'' (بیہقی نے شعیب الایمان میں روایت کیا)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ایک آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسا عمل نہیں کر سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اے ابوذر! تو یقیناً ان کے ساتھ ہوگا جن سے تجھے محبت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا سوال دہرایا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے دہرا کر بیان فرمایا۔'' (ترمذی شریف)

سبحان اللہ۔ جس خوش نصیب، نیک بخت اور سعادت مند کو قیامت کے دن جنت میں اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ نصیب ہو جائے اسے اور کیا چاہیئے وہ خوش نصیب تو یہی کہے گا ناں کہ۔

جسے مل گیا کملی والے کا دامن اسے دو جہاں کا خزانہ ملا ہے
بھلا باغ جنت کو وہ کیا کرے گا مدینے میں جس کو ٹھکانہ ملا ہے؟
کسی کو زمانے کی دولت ملی ہے کسی کو جہاں کی حکومت ملی ہے
میں اپنے مقدر پر قربان جاؤں مجھے یار کا آستانہ ملا ہے

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ذیشان بار بار پڑھئے اور اولاد کو محبت مصطفیٰ کا درس دیتے جایئے۔ فرمان مصطفیٰ کیا ہے؟ اولاد کو محبت رسول سکھاؤ، محبت اہل بیت سکھاؤ، قرآن کریم کی تلاوت سکھاؤ۔

محبت رسول ﷺ وہ خوبصورت سرمایہ ہے جو خوش نصیبوں کے حصے میں آیا کرتا ہے ایسے خوش نصیب والدین کو اولاد کی تربیت کرتے ہوئے اس بات کا

خیال رکھنا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اپنے بچوں کو کس طرح سکھائی جائے تو اس کے لئے ہمارے علماء کرام، مشائخ عظام کا فرمان ہے کہ محبوب خدا ﷺ کی محبت کے واقعات بچوں کو پڑھ کر سنائے جائیں انہیں ایسی کتابیں دی جائیں جس میں اللہ کے محبوب کی محبت بھری ہوئی ہو انہیں تاکید بھی کی جائے کہ ایسی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں خود بھی گاہے بگاہے ایسی کتب پڑھ کر بچوں کو سناتے رہیں۔ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنے کی تلقین کی جائے تو انشاء اللہ نبی علیہ السلام کی محبت دلوں میں جاگزیں ہوتی جائے گی۔ چند احادیث مبارکہ یہاں پر نقل کی جارہی ہیں انہیں گاہے بگاہے خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھ کر سنائیں تو انشاء اللہ اولاد کی اچھی تربیت کرنے والے عظیم والدین کی فہرست میں آپ کا نام بھی شامل ہو جائے گا۔

حدیث نمبر (1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں دنیا و آخرت میں اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز یا اس کی جان سے بھی زیادہ قریب نہ ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (الاحزاب ۶:۳۳)

''نبی مکرم ﷺ مومنوں کیلئے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

''سو جو مسلمان مال چھوڑ کر مرے تو جو بھی اس کا خاندان ہوگا وہی اس کا وارث ہوگا لیکن اگر قرض یا بچے چھوڑ کر مرے تو وہ (قرض خواہ یا بچے) میرے پاس آئیں میں ان کا سرپرست ہوں (اور آپ ﷺ کے بعد اسلامی ریاست یہ

دونوں ذمہ داریاں نبھائے گی)'' (بخاری شریف فی کتاب التفسیر)

حدیث نمبر (2)

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور وہ اس وقت (کافروں سے کچھ ناشائستہ کلمات) سن کر (غصہ کی حالت میں تھے۔ پس واقعہ پر مطلع ہو کر) حضور نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا (یارسول اللہ) آپ پر سلامتی ہو آپ رسول اللہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین خلق (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا، پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (یعنی عرب و عجم) میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے (یعنی بنو ہاشم) میں داخل کیا اور بہترین نسب والا بنایا۔ (اس لئے میں ذاتی شرف اور حسب و نسب ہر ایک لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہوں۔ (ترمذی شریف)

اس حدیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے افضل الخلق بنایا تو پھر کیوں نہ ایسے نبی سے خود بھی دل و جان سے محبت کی جائے اور اپنی اولاد کو بھی افضل الخلق اور محبوب خدا ﷺ کی محبت کے جام پلائے جائیں کہ یہی ایمان کامل ہے۔

حدیث نمبر (3)

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی

اکرم ﷺ سے پوچھا (یارسول اللہ!) آپ کب نبوت سے سرفراز کئے گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ابھی روح اور مٹی کے مرحلہ میں تھی۔ (السیوطی فی الخصائص الکبریٰ)

حدیث نمبر (4)

''اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ حضور نبی اکرم ﷺ سے اور آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) میں نے تمام زمین کے اطراف و اکناف اور گوشہ گوشہ کو چھان مارا، مگر نہ تو میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ سے بہتر کسی کو پایا اور نہ ہی میں نے بنو ہاشم کے گھر سے بڑھ کر بہتر کوئی گھر دیکھا۔'' (القسطلانی فی المواھب اللدنیۃ)

حدیث نمبر (5)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شے کو پیدا فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (کو پیدا کرنے) سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا، یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ (کوئی) فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن تھے اور نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو اس نے اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا دوسرے

حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے حصہ کو (مزید) چار حصوں میں تقسیم کر دیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے حصے سے کرسی اور تیسرے حصے سے باقی فرشتے پیدا کئے۔ پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے آسمان بنائے، دوسرے حصے سے زمین اور تیسرے حصہ سے جنت اور دوزخ بنائی......(الخ)''

حدیث نمبر (6)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میں نے خود کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے لئے لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں تھما دی گئیں۔''

(اخرجہ الترمذی فی السنن، کتاب المناقب)

حدیث نمبر (7)

حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے مروی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ ہم مکہ مکرمہ کی ایک جانب سے چلے تو جو پہاڑ اور درخت بھی آپ ﷺ کے سامنے آتا (وہ آپ ﷺ کی خدمت میں یوں سلام) عرض کرتا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه (یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو) اور میں بھی یہ تمام (آوازیں) سن رہا تھا۔ (ترمذی شریف)

حدیث نمبر (8)

حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میں انبیاء کرام علیہم السلام کا امام وخطیب اور شفیع ہوں گا اور اس پر (مجھے) فخر نہیں۔" (ابن ماجہ فی السنن)

حدیث نمبر (9)

حضرت انس ؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں شب معراج بُراق لایا گیا۔ جس پر زین کسی ہوئی تھی اور لگام ڈالی ہوئی تھی (حضور نبی اکرم ﷺ کی سواری بننے کی خوشی میں) اس بُراق کے رقص کی وجہ سے آپ ﷺ کا اس پر سوار ہونا مشکل ہو گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس سے کہا: کیا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس طرح کر رہا ہے؟ حالانکہ آج تک تجھ پر کوئی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ جیسا معزز و محترم ہو۔ یہ سن کر وہ بُراق شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔

(اخرجہ الترمذی فی السنن)

حدیث نمبر (10)

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت کیا انہوں نے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا مجھے اس پر فخر نہیں، قیامت کے دن سب سے پہلے میرے لئے زمین شق ہو گی اس پر بھی فخر نہیں، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی اس پر بھی فخر نہیں اور حمد باری تعالیٰ کا جھنڈا قیامت کے دن میں میرے ہی ہاتھ میں ہو گا اور اس پر بھی فخر نہیں۔ (ترمذی شریف)

حدیث نمبر (11)

حضرت ابو امامہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی یا فرمایا، میری اُمت کو دیگر تمام اُمتوں پر فضیلت عطا کی اور میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال فرمایا۔

(البیہقی فی السنن الکبریٰ)

حدیث نمبر (12)

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میں (اپنی قبر انور سے) نکلوں گا اور جب لوگ وفد بن کر جائیں گے تو میں ہی ان کا قائد ہوں گا اور جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ میں ہی ان کی شفاعت کرنے والا ہوں جب وہ روک دیے جائیں گے اور میں ہی انہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جب وہ مایوس ہو جائیں گے بزرگی اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اپنے رب کے ہاں اولاد آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں میرے اردگرد اس روز ہزار خادم پھریں گے گویا کہ وہ پوشیدہ حسن ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ (اخرجہ الترمذی فی السنن)

حدیث نمبر (13)

حضرت منبہ بن وہب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت کعب ؓ حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا۔ حضرت کعب ؓ نے کہا جب دن نکلتا ہے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ حضور اقدس ﷺ کی قبر اقدس کو گھیر لیتے ہیں اور قبر اقدس پر اپنے پر مارتے ہیں (یعنی پروں سے جھاڑو دیتے ہیں) اور حضور نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ اور شام ہوتے ہی واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں اور

اتنے ہی مزید اُترتے ہیں اور وہ بھی دن والے فرشتوں کی طرح کا عمل دہراتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب حضور اکرم ﷺ کی قبر اقدس (روز قیامت) شق ہو گی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں (میدان حشر) تشریف لائیں گے۔

(اخرجہ الحاکم فی المستدرک)

حدیث نمبر (14)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: اے عیسیٰ حضرت محمد (ﷺ) پر ایمان لے آؤ اور اپنی اُمت کو بھی حکم دو کہ جو بھی ان کا زمانہ پائے (ضرور) ان پر ایمان لائے (جان لو) اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں حضرت آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہ کرتا اور نہ دوزخ۔ جب میں نے پانی پر عرش بنایا تو اس پر لرزش پیدا ہو گئی لہٰذا میں نے اس پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" لکھ دیا تو وہ ٹھہر گیا۔

اولاد کو محبت مصطفیٰ ﷺ سکھاؤ، فرمان مصطفوی کی روشنی میں یہاں پر ایک باب ذکر کیا جائے گا جس کا عنوان ہے حضور ﷺ کا روضۂ انور میں اپنی روح مبارک اور جسد اقدس کے ساتھ زندہ ہونا خود بھی توجہ سے پڑھیں اور اپنی اولاد کو بھی پڑھائیں یا خود پڑھ کر سنائیں انشاء اللہ اس بیان سے مزید محبوب خدا ﷺ کی محبت میں اضافہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے پروردگار عالم اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے ہمیں اور ہمارے بچوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سچی سُچی محبت عطا فرمائے اور غلامی رسول ﷺ کا پٹہ ہمیشہ ہمارے گلے میں رکھے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بچوں کو سرکار

دو عالم ﷺ کی سچی غلامی نصیب فرمائے۔ آمین

بجاہِ نبیّكَ الكريم و عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِه و بَارِكْ وسَلِّم۔

حدیث نمبر (1)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک تمہارے دنوں میں افضل دن یا سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے اس دن حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی اور اسی دن انہوں نے وفات پائی اسی دن صور پھونکا جائے اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہو گی۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال فرما جانے کے بعد آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ جبکہ آپ ﷺ کا جسد اقدس مٹی کے ساتھ ہو گا تو آپ ﷺ نے فرمایا (نہیں ایسا نہیں ہے) بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو (کھانا یا کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانا) حرام کر دیا ہے۔"

"اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ بزرگ و برتر نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ ہمارے جسموں کو کھائے۔"

(ابوداؤد شریف)

حدیث نمبر (2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح لوٹا دی

ہوئی ہے (اور میری توجہ اس کی طرف مبذول فرماتا ہے) یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (الطبرانی فی المعجم)

حدیث نمبر (3)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا کَمَنْ زَارَنِیْ فِی حَیَاتِیْ۔

(دار قطنی وطبرانی)

حدیث نمبر (4)

حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ایام حُرّہ (جن دنوں یزید نے مدینہ منورہ پر حملہ کروایا تھا) کا واقعہ پیش آیا تو حضور نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں تین دن تک اذان اور اقامت نہیں کی گئی اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ (جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں انہوں نے مسجد نبوی میں پناہ لی ہوئی تھی) انہوں نے (تین دن تک) مسجد نہیں چھوڑی تھی اور وہ نماز کا وقت نہیں جانتے تھے مگر دھیمی سی آواز کے ذریعے جو وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور سے سنتے تھے۔ (اخرجهُ ابو یعلی فی المسند)

حدیث نمبر (5)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

''امام عسقلانی فتح الباری میں بیان کرتے ہیں کہ امام بیہقی نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اپنی قبور میں زندہ ہونے کے بارے میں (صحیح احادیث پر مشتمل) ایک خوبصورت کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی وارد کی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں (حیات ظاہری کی طرح ہی) زندہ ہوتے ہیں اور صلوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں۔ یہ حدیث انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے روایت کی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابن حیان نے یہ حدیث حجاج اسود سے روایت کی ہے اور وہ ابن ابی زیاد البصری ہیں اور انہیں بھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابن معین نے بھی حضرت ثابت سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ امام ابو یعلیٰ نے بھی اپنی مسند میں اسی طریق سے یہ حدیث روایت کی ہے اور امام بزار نے بھی اس کی تخریج کی ہے اور امام بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔''

اولاد کو محبت مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو سے معطر کرنے والے خوش نصیب والدین حضور نبی اکرم ﷺ کی وسعت کمال اور کمال معرفت کو بھی اپنے مطالعہ میں رکھیں انشاء اللہ العزیز محبت رسول ﷺ کی شمع کی روشنی تیز سے تیز ہوتی جائے گی اور اصل ایمان کے لطف سے بھی مالا مال ہو جائیں گے۔

عشق سرکار کی ایک شمع جلا لو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں بھی اُجالا ہو گا

(نیازی)

حدیث مبارکہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب آفتاب ڈھلا تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا اور پھر فرمایا: جو شخص کسی بھی نوعیت کی کوئی بات پوچھنا چاہتا ہے تو وہ پوچھے، خدا کی قسم! میں جب تک یہاں کھڑا ہوں تم جو بھی پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ جلال کے سبب بار بار یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ کوئی سوال کرو، مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دوزخ میں (کیونکہ وہ منافق تھا)۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ بار بار فرماتے رہے مجھ سے سوال کرو، مجھ سے سوال کرو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا: (یارسول اللہ) ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں (اور ہمیں کچھ نہیں پوچھنا) راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ گزارش کی تو حضور نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ابھی ابھی اس دیوار کے سامنے مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں

جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور آج کی طرح میں نے خیر و شر کو کبھی نہیں دیکھا۔

(بخاری شریف کتاب القدر)

حدیث شریف:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور آپ ﷺ نے مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت جانے تک اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (مسلم شریف)

حدیث شریف:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں قیامت تک رونما ہونے والی ہر بات بتا دی اور کوئی ایسی بات نہ رہی جسے میں نے آپ سے پوچھا نہ ہو البتہ میں نے یہ نہ پوچھا کہ اہل مدینہ کو کونسی چیز مدینہ سے نکالے گی۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (معراج کی رات) میرا رب میرے پاس (اپنی شان کے لائق) نہایت حسین صورت میں آیا اور فرمایا: یا محمد ﷺ! میں نے عرض کیا: میرے پروردگار میں حاضر ہوں میں بار بار حاضر ہوں، فرمایا: عالم بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں نہیں جانتا۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ اور میں وہ سب کچھ جان گیا جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک اور روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اور میں جان گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "اور اس طرح ہم ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی تمام بادشاہتیں (یعنی عجائبات خلق) دکھا رہے ہیں اور (یہ) اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائے۔" (الانعام ۶:۷۰)

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پس مجھ سے دنیا و آخرت کے بارے میں کئے جانے والے جوابات جو میں نے اس مقام پر جان لئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اور مجھ پر ہر شے کی حقیقت ظاہر کر دی گئی جس سے میں نے (سب کچھ) جان لیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے دنیا و آخرت کی ہر شے کی حقیقت جان بھی لی اور دیکھ بھی لی۔

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پس مجھ سے جب بھی کسی چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو میں نے اسے جان لیا۔ پس اس کے بعد کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھ سے کسی شے کے متعلق سوال کیا گیا ہو اور میں اسے

جانتا نہ ہوں۔

سبحان اللہ! یہ ہے میرے آقائے دو جہاں ﷺ کی وسعت کمال، کمال معرفت اور علم غیب کا بیان جس کو پڑھ کر امام اعلیٰ حضرت امام شاہ احمد خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ گویا ہوئے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابو سفیان کے (قافلہ کی شام سے واپس) آنے کی خبر پہنچی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہماری رائے جاننا چاہتے ہیں تو (عرض ہے کہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے بھی ڈال دیں گے۔ اگر آپ ہمیں برق الغماد پہاڑ سے گھوڑوں کے سینے سے ٹکرانے کا حکم دیں تو ہم ایسا بھی کریں گے۔ تب آپ ﷺ نے لوگوں کو بلایا۔ لوگ آئے اور وادی بدر میں اترے۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے (قتل ہو کر) گرنے کی جگہ ہے، آپ ﷺ زمین پر کبھی اس جگہ اور کبھی اُس جگہ دست اقدس رکھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر (دوسرے دن) کوئی کافر حضور نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرہ برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں مرا۔ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (جنگ موتہ کے موقع پر) حضور

نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کے متعلق خبر آنے سے پہلے ہی ان کے شہید ہو جانے کے متعلق لوگوں کو بتا دیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اب جھنڈا زید نے سنبھالا ہوا ہے لیکن وہ شہید ہو گئے ۔اب جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے ۔اب ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے ۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی چشمانِ مبارک اشکبار تھیں ۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) یہاں تک کہ اب اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (یعنی خالد بن ولید ؓ) نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا فرمائی ہے۔

(الخطیب التبریزی فی مشکاۃ المصابیح)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے کتابت کیا کرتا تھا اور اس آدمی نے سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھ رکھی تھی اور جس آدمی نے سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھ رکھی ہوتی تھی وہ ہم میں سے نہایت معزز گردانا جاتا تھا۔ وہ شخص اسلام سے مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تم میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے لئے جو چاہتا لکھ دیتا۔ سو جب وہ شخص مر گیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کو زمین بھی قبول نہیں کرے گی ۔حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت ابوطلحہ ؓ نے بتایا کہ وہ اس جگہ آئے جہاں وہ شخص مرا تھا تو دیکھا کہ اس شخص کی لاش زمین پر باہر پڑی تھی ۔تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ تو

لوگوں نے بتایا کہ ہم نے کئی بار اسے دفن کیا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا (اور جب بھی اسے دفن کیا گیا تو زمین نے ہر بار اسے نکال کر باہر پھینک دیا)

(البیہقی فی السنن الصغریٰ)

اُمت سے قبر میں مقام مصطفےٰ ﷺ سے متعلق پوچھے جانے کا بیان

''حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بندے کو (مرنے کے بعد) جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی (تدفین کے بعد واپس) لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے تو اس وقت اس کے پاس ''فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر کہتے ہیں تو اس شخص یعنی (سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ) کے متعلق (دنیا میں) کیا کہا کرتا تھا؟ اگر وہ مومن ہو تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے (کامل) بندے اور اس کے (سچے) رسول ہیں اس سے کہا جائے گا (اگر تو انہیں پہچان نہ پاتا تو تیرا جو ٹھکانہ ہوتا) جہنم میں اپنے اس ٹھکانے کی طرف دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس (معرفت مقام مصطفےٰ ﷺ) کے بدلے میں جنت میں ٹھکانہ دے دیا ہے۔ پس وہ دونوں کو دیکھے گا اور اگر منافق یا کافر ہو تو اس سے پوچھا جائے گا تو اس شخص (یعنی سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ) کے متعلق (دنیا میں) کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ مجھے تو معلوم نہیں میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے اس سے کہا جائے گا تو نے نہ جانا اور نہ پڑھا۔ اسے لوہے کے گرز سے مارا جائے گا تو وہ (شدت تکلیف) سے چیختا چلاتا ہے جسے سوائے جنات اور انسانوں کے سب قریب ہیں''۔

(صحیح بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس سے پوچھتا ہے تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟ پس اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرماتا ہے وہ کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے تو اس عظیم ہستی (سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ) کے متعلق کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پس اس کے سوا اس سے کسی اور شے کے متعلق نہیں پوچھا جاتا اور اس روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے گھر والوں کو بشارت دوں اسے کہا جاتا ہے کہ یہیں (عیش وعشرت سے) رہو۔'''' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہم ایک انصاری کے جنازے کے لئے گئے اور قبر کے قریب جا کر رک گئے۔ جب تک وہ دفن نہیں کر دیا گیا حضور نبی اکرم ﷺ وہیں تشریف فرما رہے اور ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد یوں خاموش ہو کر بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ ایک زمین کو کریدنے لگے اور سر مبارک کو اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ فرمایا: عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو پھر آپ ﷺ نے فرمایا مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ (اس کے ساتھی) پیٹھ پھیر کر جاتے ہیں اس وقت اس سے پوچھا جاتا ہے اے انسان تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟

''اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پس

اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ دونوں فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے؟ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ ہستی کون ہے جو تمہاری طرف مبعوث کی گئی تھی تو وہ کہتا ہے یہ تو ہمارے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ کے پیارے رسول ہیں۔ دونوں فرشتے پوچھتے ہیں کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی لہٰذا ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی''۔

''اور ایک روایت میں ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (اس) مضبوط بات (کی برکت) سے دینوی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں (بھی) کا مطلب یہی ہے پس آسمان سے ایک پکارنے والے کی آواز آتی ہے میرے بندے تو نے سچ کہا لہٰذا جنت میں اس کا بستر لگا دو اور اسے جنتی لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔ پس اس کے ذریعے اسے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور تا حد نظر اس کی قبر فراخ کر دی جاتی ہے۔ (اخرجہ ابوداؤد فی السنن کتاب السنۃ)

روزِ قیامت نبی اکرم ﷺ غمخوارِ دو جہاں شفیق اُمت، رؤف الرحیم آقا ﷺ کا اپنی اُمت کی شفاعت فرمانا:

حدیث شریف:

حضرت آدم بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا روزِ قیامت سب لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے ہر اُمت اپنے اپنے نبی کے پیچھے ہو گی اور عرض کرے گی: اے فلاں! شفاعت

فرمایئے اے فلاں! شفاعت فرمایئے یہاں تک کہ شفاعت کی بات حضور نبی اکرم ﷺ پر ختم ہوگی۔ پس اُس روز شفاعت کے لئے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔ (اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب تفسیر القرآن)

حدیث مبارکہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری اُمت کے ان افراد کے لئے ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کئے۔

(اخرجہ الترمذی فی السنن کتاب صفۃ القیامۃ)

حدیث مبارکہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سورج لوگوں کے بہت قریب آجائے گا یہاں تک کہ (اس کی تپش کے باعث لوگوں کے نصف کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا لوگ اس حالت میں پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے پھر بالآخر (ہر ایک کے انکار پر) حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے مدد مانگیں گے۔ (اخرجہ البخاری فی الصحیح کتاب الزکوۃ)

صحیح بخاری کی اس حدیث سے نکتہ یہ نکلا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ (جن کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کا معلم بنا کر مبعوث فرمایا) کے فرمان کے عین مطابق ہے جس کا ذکر صحیح کتاب الزکوۃ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا اعتراض کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔ آمین

حدیث مبارکہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا: مجھے یہ اختیار دیا گیا کہ خواہ میں قیامت کے دن شفاعت کو چن لوں یا میری آدھی اُمت کو (بلا حساب و کتاب) جنت میں داخل کر دیا جائے تو میں نے اس میں سے شفاعت کو اختیار کیا ہے کیونکہ وہ عام اور (پوری امت کے لئے) کافی ہوگی اور تم شاید یہ خیال کرو کہ وہ پرہیزگاروں کے لئے ہوگی نہیں بلکہ میری شفاعت) بہت زیادہ گناہگاروں، خطاکاروں اور برائیوں میں مبتلا ہونے والوں کے لئے ہوگی۔ (اخرجہ ابن ماجہ فی السنن، کتاب الزھد)

حدیث مبارکہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی (روزِ قیامت) اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوگی۔ (اخرجہ دار قطنی فی السنن)

حدیث مبارکہ:

"امام ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد جنت میں داخل ہوں گے (ابو حازم کو یاد نہیں رہا کہ ان میں سے کونسی تعداد مروی ہے) وہ ایک دوسرے کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہوں گے ان میں سے پہلا شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک ان کا آخری فرد بھی داخل نہ ہو جائے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ (اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب الرقاق)

اور کوئی غیب کیا آپ سے نہاں ہو بھلا
جب خدا ہی نہ چھپا آپ پر کروڑوں درود و سلام

نوٹ: نبی اکرم ﷺ کی عظمت وشان اور شفاعت کے ابواب میں سے چند احادیث یہاں پر (اولاد کو محبت رسول ﷺ سکھاؤ) تحریراً ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ قارئین وقارئیات ان تمام احادیث مبارکہ کو توجہ اور محبت سے پڑھیں تا کہ اللہ کے محبوب ﷺ کی عظمت و شان کا اندازہ ہو اور شفاعت رسول ﷺ کے متمنی ہو کر خود بھی محبت رسول ﷺ کا جام شیریں نوش کر لیا اور اپنی اولاد کو بھی اس جام سے سیراب کرتے جائیں یہی دنیا و آخرت میں لازوال کامیابی کی کلید ہے۔

یہاں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیات مقدسہ سے چند خوبصورت اقتباسات آپ کی نذر کرتی ہوں/کرتا ہوں تا کہ مزید محبت مصطفےٰ ﷺ کی لازوال دولت سے کچھ حصہ ہمیں اور بھی رحمت دو عالم ﷺ سے والہانہ محبت کی اور کئی کئی انداز سے اپنے محبوب آقا ﷺ پر پروانہ وار نثار خود بھی ہوئے اور اپنی اولاد و مال سب کچھ نبی علیہ السلام کی محبت میں قربان کرنے سے ذرہ بھی دریغ نہ کیا بلکہ اسے اپنے ایمان کا حصہ سمجھ کر رشد و ہدایت کے تابندہ ستارے بن گئے کہ نبی مکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ **الصحابی کالنجوم** "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کے پیچھے بھی چلو گے راہِ ہدایت پالو گے۔

(بخاری ومشکوۃ:554/2)

اللہ عزوجل کرے ہم بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سیرت مبارکہ سے روشنی حاصل کریں اور رشد و ہدایت کی راہ پر گامزن ہو جائیں اور رشد و ہدایت کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے اپنی اولاد کی، اپنے چمن کی خوبصورت کلیوں اور مہکتے

پھولوں کی ایسی خوبصورت قرآن وسنت کی روشنی میں تربیت کریں کہ ہماری اولادیں اور ہم جنت میں تاجدار کائنات ﷺ کی معیت میں رہیں ہمیں آپ کی سنگت نصیب ہو جائے۔ آمین بجاہ نبیك الکریم و علیٰ آلہٖ و آصحابہٖ وبارك وسلم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکر تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا مرتبہ ومقام اس دنیا میں انبیاء کرام کے بعد سب سے زیادہ کیوں ہے؟ عرض کیا! اللہ و رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے دل میں میری محبت سب سے زیادہ ہے اس لئے تمہیں یہ مقام حاصل ہوا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق اپنی جان، اپنی اولاد، اپنا مال غرضیکہ سب کچھ قربان کر دیا۔

قل ان کان اٰبآءَ کم وابناء کم واخوانکم وازواجکم۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ایمان لاتے ہیں۔ آپ کا آقا اُمیہ بن خلف کس قدر ظلم ڈھاتا ہے، تپتی ریت پر لٹا کر ہاتھوں میں میخیں گاڑھ دیتا ہے۔ دہکتے کوئلوں پر لٹاتا ہے لیکن زبان مبارک سے احد احد کے مقدس الفاظ نکلنا بند نہیں ہوتے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: اے بلال! تم کیا عمل کرتے ہو۔ معراج کی رات تیرے قدموں کی آواز میں نے اپنے آگے سنی۔ عرض کیا حضور اور تو کوئی ایسا قابلِ ذکر نہیں سوائے اس کے کہ آپ کی محبت میرے دل میں ہے اور میں آپ سے دل و جان سے محبت کرتا ہوں۔

جنت میں حوروں کی سردار عرض کرتی ہے آقا میرے لئے آپ کا کونسا اُمتی ہوگا۔ آپ نے فرمایا: میرا بلال تمہارا سردار ہوگا۔ عرض کرنے لگی میں تو اس

قدر خوبصورت ہوں کہ تمام حوروں کی سردار بنادی گئی ہوں اور بلال تو رنگ کا کالا بھی ہے اور آنکھیں بھی چھوٹی چھوٹی ہیں یہ سوچ کر وہ اداس و پریشان ہوگئی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہ تو میں کہہ رہا ہوں ۔ پتہ نہیں میرا بلال بھی مانتا ہے کہ نہیں......(الخ)

محبتِ رسول ﷺ کی انتہا دیکھئے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال باکمال ہوگیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس قدر غمگین ہوئے کہ شہرِ مدینہ چھوڑ کر ملک شام چلے گئے کہ جس شہر میں میرا محبوب نہیں اس شہر میں اب کیا رہنا۔

علامہ اقبال کہتے ہیں۔

ذرۂ عشقِ نبی از حق طلب

محمد کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ملکِ روم کا ایک قاصد مدینہ شریف میں حاضر خدمت ہوا۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما رہے ہیں، صحابہ کرام کا جمگھٹا ہے۔ سرکار ﷺ کے وضو فرمانے سے جو پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں وہ زمین پر گرنے نہیں دیئے جاتے بلکہ صحابہ کرام اُنہیں لوٹ لوٹ کر اپنے چہروں پر ملتے ہیں، کچھ صحابی اپنے کپڑوں پر ملتے ہیں، کچھ اپنے سر پر ملتے ہیں۔ روم کا قاصد یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کیونکہ اس کی آنکھ نے آج تک یہ نظارہ نہ دیکھا تھا کہ کوئی انسان اپنے شہنشاہ سے اس قدر والہانہ عقیدت و محبت بھی کرسکتا ہے۔ قاصدِ روم واپس آیا اور اپنے شہنشاہ سے کہنے لگا، اے شہنشاہ! تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ نہیں کر

سکتے کیونکہ اُن کے ساتھی اس طرح بیٹھے ہوتے ہیں جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں ان کے ساتھی تو ان کا دھوون لوٹ لوٹ کر اپنے چہروں پر ملتے ہیں۔ جس جگہ وہ قدم مبارک رکھتے ہیں اُس جگہ کو سر آنکھوں سے لگانا بڑی سعادت سمجھتے ہیں اس لئے تم کیا دنیا کا کوئی بھی شہنشاہ اس نبی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

یہ دنیا، مالِ دنیا، تجارت وغیرہ سب ٹھیک ہے لیکن اُس وقت تک جب تک اِن کی محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے نہ ٹکرا جائے۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ حلاوتِ ایمان سے بہرہ ور ہوگا۔

(۱)......اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کو سب سے زیادہ محبوب ہوں۔

(۲)......اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اللہ و رسول کے لئے ہو۔

(۳)......اور کفر کی طرف رجوع کرنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں جانے کو ناپسند کرتا ہے۔(صحیح بخاری کتاب الایمان)

حضرت امام بخاری حضرت عبداللہ بن ہشام سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے رکھا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

یہ عرض کررہے تھے۔ یارسول اللہ! میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان جو میری جان ہے اس کے علاوہ آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہرگز کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اگر ایسی بات ہے تو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو کتابِ ہدایت دے کر مبعوث فرمایا۔ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔

(بخاری شریف، کتاب الشفاء جلد دوم ص 15)

۶ ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات افراد پر مشتمل صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت کو قبیلہ بنولحیان کے لوگوں کے ساتھ بھیجا تاکہ اس قبیلہ کے لوگوں کو تعلیم دیں۔ جب یہ جماعت رجیع کے مقام پر پہنچی تو بنی لحیان کے لوگوں نے ان صحابہ کرام میں سے پانچ کو شہید کر دیا اور حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ کو قید کر کے مکہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا۔ اہلِ مکہ نے دونوں جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم کو شہید کر ڈالا۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ سے شہادت کے وقت اہلِ مکہ نے پوچھا! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ آج تمہاری جگہ پر تمہارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور ہم ان کی گردن ماریں (نعوذ باللہ) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کانپ گئے۔ آپ کا جواب نہ صرف نہیں میں تھا بلکہ آپ نے بوقت شہادت وہ جملہ ارشاد فرمایا جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ساتھ جانثاری کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے یہ بھی گوارہ نہیں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت جہاں کہیں بھی تشریف فرما ہیں وہاں آپ کے تلوؤں میں کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے اہل وعیال میں سکون سے بیٹھا رہوں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا میں نے کسی کو آج تک کسی سے ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی محبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اُن سے کرتے ہیں۔ پھر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نفل ادا کیے اور فرمایا: اللہ کی قسم اگر مجھے خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ سوچو گے کہ میں نے قتل کے خوف سے نماز لمبی کر دی تو میں مزید نماز پڑھتا۔ یہیں سے بوقتِ شہادت دو رکعت کی سنت جاری ہوئی۔

8 ھ میں غزوہ حنین سے واپسی پر مقام جعرانہ میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا جو انصارِ مدینہ کے لئے باعث فخر وشرف تھا اور رہے گا۔ وہ یہ کہ اس مال غنیمت میں سے ایسے لوگوں کو حصہ دیا جن کی دلجوئی اور دلداری مقصود تھی اور ان کو اسلام پر جمانا مقصود تھا۔ انصارِ مدینہ کو اس عطا سے محروم فرمایا۔ اس پر بعض انصار نے بے چینی کا اظہار فرمایا۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ دوسرے لوگ تو بھیڑ بکریاں لے جائیں اور تم اپنے ساتھ رسول اللہ کو لے جاؤ، یہ سننا تھا کہ تمام صحابہ کرام کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور کہنے لگے یارسول اللہ! ہم اس تقسیم پر شاداں وفرحاں ہیں۔ ؎

مثالِ بے مثالی ہے کمالِ لازوالی ہے
مواخات و مروّت میں تیرے انصار کی باتیں

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اندازِ محبت وعقیدت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جداگانہ واعلیٰ قسم کا تھا جس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ خلفائے راشدین میں سے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی۔ عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے غریب خانے میں اپنے دوستوں سمیت تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے دعوت قبول فرمائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور آقا علیہ السلام کا ایک ایک قدم جو آپ کے گھر کی طرف اُٹھنے لگا اُسے گننے لگے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! میرے قدم کیوں گن رہے ہو، عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں چاہتا ہوں کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض آپ کی تعظیم وتوقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس قدر قدم لگے اسی قدر غلام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آزاد کردیئے۔

غزوہ خیبر سے واپسی ہوئی تو منزلِ صہبا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے زانو مبارک پر سر مبارک رکھا اور آرام فرمانے لگے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نمازِ عصر ادا نہیں کی تھی اور غمگین تھے کہ نمازِ عصر قضاء ہو رہی ہے۔ مگر اس خیال سے کہ زانو سرکا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام میں خلل واقع ہوگا اس لئے اپنا زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نمازِ عصر قضاء ہوگئی اسی غم میں آنکھوں میں آنسو آ گئے جب آنسو نبی علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر گرے تو

چشمِ اقدس کھلی۔ آپ نے پوچھا علی رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی تو ڈوبا ہوا سورج واپس پلٹ آیا۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا کی تو سورج پھر غروب ہوگیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز وہ بھی نمازِ وسطیٰ یعنی نمازِ عصر جو کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند پر قربان کردی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ﷺ کے صدقے میں ملیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں ہجرت کے موقع پر سوراخوں کو بند کرتے ہیں اور ایک سوراخ میں اپنی ایڑی رکھ دیتے ہیں کیونکہ اس سوراخوں میں رکھنے کے لئے کپڑا نہیں ہے۔

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابی ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بال اس قدر دراز تھے کہ جب بیٹھتے تو آپ کے بال زمین کو چھو جاتے۔ لوگوں نے پوچھا اے محذورہ رضی اللہ عنہ تم بالوں کو کیوں نہیں کٹواتے؟ اتنا بالوں کو کیوں بڑھا لیا ہے؟ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اس وجہ سے بالوں کو نہیں کٹواتا کہ ایک وقت ان بالوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک لگا تھا اس لئے میں نے تبرکاً ان بالوں کو چھوڑ رکھا ہے۔ سبحان اللہ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ امیر مصر کی وفات کے وقت ابوشماسہ حاضر ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر عزت وآبرو والا میری نظر میں کوئی نہ تھا یہی وجہ ہے کہ تعظیم نبوی کی خاطر میں آنکھ بھر کر کبھی نہ دیکھتا تھا اگر کوئی

مجھ سے سوال کرے کہ آپ کا حلیہ اور خدوخال بیان کروں تو میں نہیں بتا سکوں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں انصار و مہاجرین کے پاس تشریف لاتے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تو سوائے ان دونوں کے کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ وہ آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔ شیخین بھی عقیدت و احترام سے نظر اُٹھا کر دیکھتے اور سرکار علیہ الصلوۃ والسلام بھی دیکھ کر مسکرا دیتے۔

جن کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

واضح رہے کہ تعظیم و تکریم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ انداز صرف آپ کی ظاہری زندگی اور بنفسِ نفیس موجود ہونے کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نی کے الفاظ میں آپ کے وصال کے بعد بھی اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جب کبھی آپ کا ذکر مبارک کرتے تو غایتِ تعظیم میں ان کے جسم جھک جاتے، جسموں پر کپکپی طاری ہو جاتی اور بے ساختہ رونے لگ جاتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس حد تک کمال درجے کو پہنچی ہوئی تھی کہ ایسی بات جس میں بے ادبی کا شائبہ تک بھی ہو اس سے بھی گریز کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قبات بن اشیم نامی ایک بزرگ اور عمر رسیدہ صحابی سے پوچھا" اَنْتَ اکبر اَمْ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔" آپ رضی اللہ عنہ بڑے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کا یہ سوال عمر کے متعلق تھا اس کے باوجود انہوں نے ایمان افروز جواب دیا جو تعظیم کا شاہکار ہے۔ کہنے لگے۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنّی وَ اَنَا اَقْدَمُ مِنْہُ۔

بڑے تو اللہ کے رسول ہی ہیں البتہ میں آپ سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔

(ترمذی، المستدرک المنہاج السوی 599)

محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ عظیم سرمایہ ہے جس کا ذکر خود رب عزّ وجل نے اپنے کلام قرآن کریم میں بھی کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۚ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (پارہ3 آیت31)

ترجمہ: فرما دیجئے اے محبوب! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔ اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہ کرے اور آپ کی پیروی نہ کرے۔ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت اس لئے کرو کہ اس نے طرح طرح کی نعمتوں سے تمہاری پرورش فرمائی ہے اور مجھ سے اس کی محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت کے ساتھ محبت کرو تو گویا اہل بیت کی محبت ایک ایسا جزو ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی محبت سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ہیں اس لئے والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علموا اولاد کم محبة اَهْلِ بیت النبی۔

اولاد کو سکھاؤ محبت اہل بیت۔ (الحدیث)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

علموا اولاد کم مَحَبَّة اَهْلِ البَيْتِ النَّبی۔

اپنی اولاد کو جناب رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کی محبت سکھاؤ۔

انہیں سکھاؤ کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نسل اور خاندان ہیں۔

وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور جس نے جناب رسول اللہ ﷺ سے محبت کی جس نے ان سے محبت کی اس نے بلاشبہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ہی تعظیم کی۔ اپنی اولاد کو سکھایئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان کی یاد دلاتے ہوئے یوں فرمایا میں تمہیں اہل بیت کی حفاظت، انکی نگہداشت اور ان کے احترام واکرام، محبت ومودّت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی حق سے خبردار کرتا ہوں، یہ آپ ﷺ نے دو دفعہ فرمایا اپنی اولاد کو بتایئے کہ اہل بیت سے محبت ومودت رکھنا لازم وفرض ہے کیونکہ والی دو جہاں ﷺ سے اللہ نے فرمایا! قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى فرمایا میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے میری رشتے داری کی محبت کے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام انسانیت کے لئے باعث رحمت اور خیر وبرکت بنایا

ہے۔ چنانچہ فرمایا ''سلام اللّٰه ورحمته وبرکاته علیکم اهل البیت''۔ تم پر اے اہل بیت اللہ کا سلام، اس کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔

اہل بیت میں آپ کی ازواج، بیٹے، بیٹیاں اور جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جملہ اولاد اور اُن کی اولاد قیامت تک اہل بیت میں شامل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں (قابل تعظیم) ان میں پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں نور وہدایت ہے، پس تم اللہ عزوجل کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور دوسری چیز میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم ہیں، میں اپنے اہل بیت کے سلسلے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں (یعنی ان کے حقوق کی نگہداشت کرو) یہ کلمہ آپ نے تین دفعہ دہرایا میں اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حق میں تمہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ چنانچہ تم ان کے حق میں میری وصیت قبول کرو۔

جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی بھی میری محبت میں اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک میری اہل بیت کی تعظیم نہ کرے اور جس نے میرے اہل کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ عزوجل کو اذیت دی۔ روایت کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا نازل ہوا تو صحابہ کرام نے عرض کی اے اللہ کے رسول ہمیں سکھایئے ہم آپ پر کیسے صلوٰۃ وسلام بھیجیں فرمایا کہو اللھم صلی

علی محمد وعلیٰ آل محمد۔ اس سے ثابت ہوا کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے اپنے اوپر درود وسلام کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد پر بھی سلام بھیجنے کا حکم دیا تو یہ گویا ایک اضافہ تھا اور یہ اہل بیت کی فضیلت پر دلالت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دعا اس وقت تک رکی رہتی ہے جب تک حضور سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر درود نہ بھیجا جائے۔ اس بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''یا آل بیت رسول اللہ ﷺ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ کفاکمو من عظیم القدر رانکمو من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ۔

اے جناب رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت تمہاری محبت اس قرآن کریم میں جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے فرض قرار دی گئی ہے، تمہارے عظیم المرتبت ہونے کے ثبوت میں یہ بات کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اس کی کوئی نماز نہیں ہوتی۔

گویا اہل بیت کی محبت ایک ایسا جز ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور ایسا کیوں نہ ہو وہ نبی ﷺ سے ہیں اور آپ ﷺ ان سے ہیں وہ آپ تک اپنی نسبت اور آپ کی ان کی طرف نسبت کے باعث کمال کے اعلیٰ مراتب کو پہنچ گئے اور ایسا کیوں نہ ہو ان کی محبت واجب ہے، انکا درجہ بہت بلند ہے اور اس پر قرآن کریم اور احادیث کی وضاحت موجود ہے، آپ پر رسول ﷺ کی محبت واجب ہے

کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے گھروں میں قرآن اترا، انہوں نے اس قرآن کو یاد بھی کیا اسے سمجھا بھی اور اس پر عمل پیرا بھی ہوئے۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے قرآن کو محفوظ رکھنے، اس کی نگہداشت کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کا بیڑا بھی اٹھایا۔ ان کی محبت لازم کیوں نہ ہو یہی تو اہل علم رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، حق کی طرف دعوت دینے والے ہیں، نیکی کا راستہ دکھانے والے ہیں، جناب نبی پاک ﷺ کے وارث ہیں، آپ ﷺ کی شریعت پر قائم رہنے والے ہیں، آپ کے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں، آپ ﷺ کے دین کے نگہبان ہیں۔ آپ ﷺ کی ملت کی مدافعت کرنے والے ہیں۔ بدعتوں اور گمراہیوں کا مقابلہ کرنے والے سنتوں اور فضیلتوں سے خبر رکھنے والے ہیں، بلاشبہ ان کی محبت ایمان کامل اور عقیدہ صحیح پر دلالت کرنے والی ہے اور بلاشبہ ان سے دشمنی فسادِ عقیدہ اور بیماری دل کی علامت ہے جناب رسول ﷺ نے فرمایا، **لَایُحِبُّ اَھْلَ الْبَیْتِ اِلَّامُؤمِنٌ وَلَا یُبْغَضُھُمْ اِلَّامُنَافِقٌ**۔ اہل بیت سے محبت نہیں رکھتا مگر وہی جو مومن ہے اور ان سے دشمنی نہیں رکھتا مگر وہ جو منافق ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس اعلیٰ مرتبہ کو خوب جانتے تھے۔ دیکھئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **ارقموا محمد ﷺ فی اھل بیتہ**، اور یہ بھی آپ فرمایا کرتے تھے **والذی نفسی بیدہ اَلْقُرْابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ قَرابَتِی**۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری مجھے

اپنی رشتہ داری سے یقیناً زیادہ محبوب ہے۔

خلفاء رضی اللہ عنہم امراء اور بڑے بڑے لوگ ان کی قدر پہنچانتے تھے۔
خوشخبری ہے ان کے لئے جوان کا مرتبہ پہچانیں، ان کی محبت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں، وہ کائنات کے باغ میں فصل ربیع کے گھنے درخت ہیں۔ وہ امت کے دستگیر ہیں اور اُن کی وہ امان ہیں جن کی امیدیں ان سے وابستہ ہیں ان سے دوستی وہی کرتا ہے جو پرہیز گا ہے اور ان سے کنارہ کشی نہیں کرتا مگر وہ جو گمراہ ہے۔

اور ہم جو اس موجودہ زمانے کے لوگ ہیں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان سے محبت رکھیں ان کی عزت واحترام دل وجان سے کریں اور ان کے اس مرتبہ کو پہچانیں، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے اور اپنے اعمال واخلاق میں ان کو نمونہ بنائیں۔ ان کی محبت کو مضبوطی سے تھام لیں، ان کے انوار کو اپنے اندر سمو لیں یہی اصل ایمان ہے اور یہی جنت کی کلید ہے (اہل بیت اطہار کی عظمت وشان کا ذکر کرنے کے بعد ایک گناہگار ونا چیز کا بارگاہ حسنین کریمن اور خاندان رسالت کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت جو یقیناً اللہ ورسول کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ میرے سرتاج اور میری اولاد ووالدین میرے لئے مغفرت کا ذریعہ ثابت ہوگا) نذرانہ عقیدت بارگاہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہنے تمہارے اے خاندان رسالت اے آسمان ہدایت کے درخشندہ ستارے سید الاولین والاخرین کے نور نظر تمہارے علم وعمل کی روشنی سے سارا جہان جگمگا اٹھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی نے بھولے ہوؤں کو اپنی منزل کا پتہ دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو رازِ دین سمجھایا، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قربانی کا گر

سکھایا، تمہاری فراست وتدبر کے سامنے فیلسوفان عالم کی گردنیں جھک گئیں، تمہارے علم وحکمت نے جہالت کے پردے چاک کردیئے۔

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گزرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

تمہیں دانائے رازِ نبوت ہو، تمہیں دنیا کے مقتداء وامام ہو تمہاری رفاقت ذریعہ فوز وفلاح تمہاری حمایت مطلوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری محبت رضائے خدا تم پر ہزاروں ہزاروں سلام۔

اے شہزادگان مصطفےٰ، اے چمن مصطفےٰ لہلہائے، مہکتے پھولوں، اے جنتی جوانوں کے سردارو، اے ریحانتی الجنۃ آپ پر لاکھوں درود وسلام۔

حسن وحسین ہیں پھول نبی کے فاطمہ بی بی سلام اللہ علیہ کے اور علی کے
جن سے سجا ہے باغِ مدینہ طیبہ بلالو شاہ مدینہ

اپنی اولاد کو محبت رسول اور محبت اہل بیت کا درس دینے والے والدین اپنی اولاد کو بار بار نبی علیہ السلام کی یہ حدیث مبارکہ پڑھ کر سنائیں کہ آقا علیہ السلام نے بار بار فرمایا میں تم میں دو اعلیٰ وارفع اور عمدہ چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ اللہ عز وجل کی کتاب اور میرے گھر والے''

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب اور میری عترت اولاد یہ دونوں گویا جڑواں ہیں اور یہ دونوں مواطن قیمۃ (عزت کرنے والے مقامات) میں ایک دوسرے سے کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر مرے پاس پہنچ جائیں۔

اپنی اولاد کو سکھاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے گھر والوں سے ناپاکی کو دور کر دیا اور انہیں خوب ستھرا کیا ہے جس کا ذکر اللہ رب ذوالجلال جل وعلا نے اپنے کلام میں بھی کیا ہے۔ ''**انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا**'' اللہ تو بس یہی ارادہ رکھتا ہے کہ اے اہل بیت کہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں خوب ستھرا بنا دے۔

انہیں سکھاؤ کہ اہل بیت کے پیار میں اپنے آپ کو رنگ لو کیونکہ ان کی محبت ان کا پیار لازم بھی ہے اور مطلوب بھی۔ انہیں سکھاؤ کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت اسلام کی بنیادوں میں سے ہے۔ ان پر یہ بات ضرور واضح کر دو کہ آج کے دور میں بھی دو قسم کے لوگ موجود ہیں۔

(۱) آل نبی ﷺ کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر اصحاب نبی ﷺ کے بارے میں انکا سینہ صاف نہیں۔ (۲) اصحاب رسول ﷺ کا احترام اپنا ایمان تصور کرتے ہیں مگر آل رسول ﷺ کے ادب کا ان کے ہاں کوئی موجود نہیں۔

حالانکہ اسلام میں وہی آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب پا سکتا ہے جو ان دونوں کو مانے، ان ہستیوں کے احترام و اکرام، محبت و مودت کو اپنے ایمان کا حصہ تصور کرے اور ان کے درمیان کسی قسم کی تفریق روا نہ رکھے۔ اپنی اولاد کو سکھاؤ کہ اہل بیت پر اور صحاب رسول ﷺ پر ظلم کرنا ان کی شان میں نازیبا کلمات کہنا کلمہ کفر بھی ہے اور ظلم عظیم بھی ہے۔ انہیں سکھاؤ کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جناب رسول ﷺ کے گھر والوں سے محبت کریں اور اس کے بعد سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جو

اپنی عطاؤں اور بخششوں کے ساتھ احسان کرنے والا ہے۔ اعلیٰ وارفع حمد وثنا کا مستحق ہے۔ ہر اُمید اور ہر آس اس کی رحمت کے ساتھ وابستہ ہے اور درود وسلام اگلوں اور پچھلوں کے سردار، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، تمام نبیوں کے امام اور تمام رسولوں میں آخری رسول ﷺ پر اور آپ کی اولاد اور آپ کے سارے صحابہ کرام پر بے شک جناب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ عزوجل کے وہ کامل بندے ہیں جن کا مقام ایسا مقام ہے جن کی کیفیت اور حقیقت کے بارے میں انسانی عقلیں اور ان کے افہام دنگ ہیں اور جنکی عظمت کے بیان سے زبانیں اور قلمیں عاجز ہیں اور دنیا کے کسی شخص کی شان وشوکت بھی جس کی گرد راہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور ان کی محبت ایمان کی شرط اول ہے اور یہی وہ پیارے نبی جن کی محبت ایمان کی شرط اول قرار دیدی گئی انہیں پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ میری اولاد سے محبت کرو میرے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرو اور اپنی اولاد کو بھی محبت کرنا سکھاؤ کیونکہ یہ وہ نبی ﷺ کی پیاری اولاد ہے جنہیں والی دو جہاں ﷺ نے اپنی کملی اوڑھائی اور فرمایا اے اللہ عزوجل یہ میرے گھر والے ہیں ان سے ناپاکی دور کر دے اور انہیں خوب ستھرا کر دے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فوراً آیت کریمہ نازل فرما دی کہ اے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کو ناپاکیوں سے دور کر دیا اور ان کو خوب پاک وصاف ستھرا کر دیا ہے۔ اہل بیت ہیں کون؟

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے اہل بیت کون کون لوگ ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات

کا شمار اہل بیت اطہار میں نہیں؟ انہوں نے کہا آپ کی ازواج آپ کے اہلبیت میں سے ہیں، مگر آپ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقے کا مال حرام ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کے لئے صدقہ حرام ہے انہوں نے جواب دیا وہ اولاد علی رضی اللہ عنہ اور اولاد عقیل رضی اللہ عنہ، اولادِ جعفر رضی اللہ عنہ، اولاد عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کیا ان سب پر صدقے کا مال حرام ہے، کہا ہاں صحیح میں ہے اے اللہ درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر اور ایسے ہی ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم یوں کہیں :

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور اولاد ابراہیم پر بیشک تو سب خوبیوں والا اور بزرگ و برتر ہے۔

اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اہل بیت حضرت فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ نص حدیث کساء اور حدیث المباہلہ کی رو سے یہی چادر والے ہیں اور بے شک آیت کریمہ کے عموم اور الفاظ حدیث الصلوٰۃ علیہ وعلی ازواجہ وذرّیتہٖ کی رو سے آپ کی ازواج مطہرات بھی آپ کے اہلبیت میں سے ہیں بعض روایات میں آتا ہے کہ (چادر والے) انہیں ہستیوں کو پنجتن

پاک بھی کہا جاتا ہے اب یہاں یہ حدیث مبارکہ سے وضاحت کی جائے گی کہ پنجتن پاک کیسے بنے اور پنجتن پاک کی Defination کیا ہے؟

پنجتن پاک کیسے بنے؟

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی چادر جس پر کجاوے بنے ہوئے تھے اوڑھ رکھی تھی کہ اچانک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مبارک اٹھائی اور اپنی پیاری فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس چادر میں چھپا لیا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے سرکار نے چادر مبارک اٹھائی اور انہیں بھی چادر میں چھپا لیا پھر تھوڑی دیر بعد حضرت امام حسن مجتبیٰ تشریف لائے سرکار علیہ السلام نے چادر مبارک اٹھائی اور انہیں بھی اپنی چادر کے اندر چھپا لیا آخر میں سید ابرار امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام نے چادر مبارک اٹھائی اور انہیں بھی اپنی کالی چادر مبارک کے اندر چھپا لیا پھر آقا علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ یہ میرے گھر والے ہیں ان سے تمام ناپاکی دور فرما کر انہیں خوب پاک اور صاف ستھرا بنا دے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(بخاری شریف)

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا بے شک اللہ تعالیٰ تم سے ہر ناپاکی کو دور کر دینا چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں خوب پاک وصاف ستھرا کر دیا ہے۔

مفسرین کرام علیہم الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب چارتن اقدس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے تن سے لگے تو پنجتن بن گئے اور جب پاکی والی آیت کریمہ اتری تو یہ پنجتن پاک بن گئے۔ ان پنجتن پاک کا نام بڑی برکتوں اور رحمتوں والا ہے ان کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں ہی برکتیں رکھی ہیں کہ بڑی بڑی رکاوٹیں اور بلائیں اس نام سے اللہ تعالیٰ ٹال دیتا ہے اور پنجتن پاک کے نام کی برکتوں سے صدہا مرادیں پوری فرماتا ہے اور بیماریوں سے شفایاب بھی فرماتا ہے۔

اہل بیت اطہار کی عظمت وفضیلت:

عمومی طور پر اہل بیت اطہار کی فضیلت پر اور ان کی پکی اور سچی محبت کے وجوب پر قطعی دلالت کرنے والی بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند ایک کا یہاں ذکر کیا جائے گا کہ انہیں توجہ اور اخلاص سے پڑھنے کے بعد ہم اور ہماری اولادیں اور آنے والی نسلیں اہل بیت نبی ﷺ سے سچی محبت کریں اور اس عارضی زندگی میں اللہ ورسول کی خوشنودی حاصل کر کے فلاح دارین حاصل کرلیں۔

(۱)......امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے نبی اکرم ﷺ کے رشتہ داروں سے تعلق جوڑنا اپنے رشتہ داروں کے ساتھ تعلق استوار کرنے کی بہ نسبت بہت زیادہ محبوب ہے۔

(۲)......امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت میرے گھر والے ہیں میں ان کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں (یعنی

میرے بعد تم انکا خیال رکھنا) ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا انہیں تکلیف نہ دینا ان کی حفاظت کرنا یہ کلمہ آپ نے تین دفعہ دہرایا

(۳)......طبرانی سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب انہوں نے اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کی یہ فرماتے سنا کہ تم لوگ مجھے شادی کی مبارک باد کیوں نہیں دیتے؟ میں نے جناب رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر وسیلہ اور ہر رشتہ قیامت کے دن سوائے میرے وسیلہ اور میرے رشتہ کے منقطع ہو جائے گا۔

(۴)......امام احمد علیہ الرحمہ نے اپنی مسند میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے زید رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم میں اپنے دو نائب چھوڑ چلا ہوں وہ دونوں گویا جڑواں ہیں) ایک اللہ عزوجل کی کتاب جو آسمان وزمین کے درمیان یا آسمان سے لے کر زمین تک پھیلی ہوئی ہے (جس کو تم پکڑ کر اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہو یا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہو) دوسری میری اولاد جو میری اہل بیت ہے، اور یہ دونوں مقامات قیامت میں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے تاوقت یہ کہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچ جائیں۔

(۵)......حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بھی شخص جو میرے اہل بیت سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کریں گے۔

(۶)......ابو ذر غفاری ؓ نے اس حال میں کہ وہ کعبے کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے فرمایا جس نے مجھے پہچانا سو اس نے مجھے پہچانا اور جس نے مجھے نہیں پہچانا وہ جان لے کہ میں ابو ذر ہوں۔ میں نے جناب رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، سنو اے لوگو! بے شک تمہارے اندر میرے اہل بیت ایسے ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ان کی کشتی جو اس میں سوار ہو گیا، نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا غرق ہو گیا۔

(اخرجہ طبرانی فی الکبیر)

طبرانی نے ''الکبیر'' میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر وسیلہ اور ہر رشتہ قیامت کے دن ٹوٹنے والا ہے۔ سوائے میرے وسیلہ اور میرے رشتہ کے۔

حضرت ثوبان ؓ جو رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کے لئے دعا فرمائی اس دعا میں آپ ﷺ نے حضرت علی، جناب فاطمہ ؓ کے علاوہ دیگر حضرات کا بھی ذکر فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی گھر والوں میں سے ہوں (میرے لئے بھی دعا فرمایئے) آپ نے فرمایا: ہاں مگر اس شرط پر کہ تو اپنے دروازے پر چبوترہ نہیں بناتا یا کسی امیر سے مانگنے نہیں جاتا۔

ابو جمیلہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی ؓ کی شہادت ہوئی اور حضرت امام حسن ؓ خلیفہ بنائے گئے۔ دریں اثنا جب کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ایک شخص نے آپ ؓ پر حملہ کر کے آپ کے سرین

مبارک میں خنجر گھونپ دیا۔ اس سے آپ تقریباً ایک مہینہ بیمار رہے پھر آپ ؓ منبر پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے عراقیو! ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرو ہم تمہارے امام اور تمہارے مہمان ہیں اور ہم وہ اہل بیت ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا

اے اہل بیت اللہ تو تمہارے حق میں بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں خوب ستھرا بنا دے اس دن سے لے کر ہمیشہ جب بھی آپ گفتگو فرماتے ہم مسجد میں آپ کو روتا ہوا دیکھتے۔

ترمذی نے حضرت انس ؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت (**انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت**) نازل ہوئی تو تقریباً چھ ماہ جب بھی آپ نماز کیلئے نکلتے حضرت فاطمہ ؓ کے دروازے کے قریب سے گزرتے اور فرماتے اے گھر والو تم پر درود ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے بارے یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور کر دیں اور تمہیں خوب ستھرا بنا دیں۔

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ وہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک بچھائی اس پر آپ ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسنین کریمین ؓ تشریف فرما ہوئے۔ پھر آپ نے ان کے لئے یوں دعا فرمائی اے اللہ تو ان سے راضی ہو جا جیسا کہ میں ان سے راضی ہوں۔

حضرت ابو ذر سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ سے فرمایا کہ بے شک میں تو اور یہ سونے والا یعنی حضرت علی ؓ اور حسن و حسین ؓ قیامت کے دن ایک جگہ جمع ہوں گے۔ (اخرجہ احمد و ترمذی)

احمد اور ترمذی علیہم الرحمہ دونوں نے حضرت علی ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ان دونوں یعنی حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان دونوں کے باپ اور ان دونوں کی والدہ ماجدہ سے محبت رکھی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے ہی طبقہ میں ہوگا۔

حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت علی ؓ حضرت فاطمہ ؓ اور حضرت حسنین کریمین ؓ سے فرمایا تم سے جو جنگ کرے میری اس کے ساتھ جنگ ہے اور جو تمہارے ساتھ صلح کرے میری بھی اس سے صلح ہے۔ اے اللہ ہمیں اپنی محبت، اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی محبت اور آپ کے پیارے اور پاک اہل بیت کی محبت عطا فرما اور ہمیں پہلوں اور پچھلوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے رفقاء انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین، شہداء اور نیک لوگوں کی معیت میں جنت میں داخل فرما اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے، مشکل کشا بھی ہے اور حاجت رواء بھی ہے۔

اہل بیت اطہار ؓ میں عظمت حسنین کریمین:

حضور نبی کریم ﷺ کی شہزادی سیدہ فاطمہ ؓ کے گھر میں شہزادہ

حسن کی ولادت کی خبر سنی تو نبی ﷺ سیدہ کے گھر میں تشریف لائے مسکراتے ہوئے بچے کو گود میں اٹھایا تو دیکھا امام حسن بالکل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم شکل ہیں سر سے لے کر سینہ مبارک تک ہو بہو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے علی تم نے اس بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ جناب کریم ﷺ نے فرمایا نہیں اس کا نام حسن ؓ ہے، حضرت امام حسین ؓ کی پیدائش کے بعد بھی یہی عمل دہرایا گیا بعد ازاں حضرت محسن ؓ کی پیدائش کے بعد بھی ایسا ہی ہوا۔ جناب رسول کریم ﷺ نے ان کے کانوں میں اذان دی پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کے بال مونڈے اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ان کی کنیت ابومحمد رکھی۔ ان کی طرف سے دو دو مینڈھے بطور عقیقہ ذبح فرمائے اور انکا گوشت صدقہ کیا۔

حضرت امام حسن ؓ کا رنگ گورا مائل بہ سرخی تھا۔ آنکھیں بڑی اور سیاہی مائل تھیں، گال نرم داڑھی گھنی تھی۔ تمام لوگوں سے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے۔ اسی وجہ سے ان کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ زہرا ؓ جب انہیں کھلاتی تو خود بھی ان کے ساتھ کھیلتی تھیں اور یہ کلمات ان کی زبان مبارک پر جاری ہوتے۔ ابنی شبه النبی لیس شبها لعلی۔ مجھے اپنے ابا جان کی قسم نبی کے ہمشکل ہیں حضرت علی ؓ کے ہمشکل نہیں۔ جب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ہاں دوسرے شہزادے کی ولادت ہوئی تو انکا نام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسین ؓ

رکھا۔ جب لوگوں نے پوچھا اے پیغمبر ﷺ اعظم اس سے پہلے ایسے نام نہ تو کسی بچے کے رکھے گئے اور نہ ہی سننے میں آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان اللّٰہ مجب اسم الحسن والحسین حتی سمی بھما النبی ﷺ ابنیہ الحسن والحسین۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن اور حسین کا نام پردہ اخفاء میں رکھا حتیٰ کہ جناب نبی کریم نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام حسن وحسین رکھا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر ایک رات جناب رسول کریم ﷺ کے کاشانہ اقدس پر حاضر ہوا اور دروازہ مبارک پر دستک دی۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے کوئی چیز اٹھائے ہوئے تھے مجھے پتہ نہ لگ سکا وہ کیا چیز ہے۔ میں جب اپنی حاجت سے فارغ ہوا۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا چیز ہے جو آپ اُٹھائے ہوئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑا اہٹایا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ حسن وحسین آپ کی سرین مبارک پر ہیں۔ پھر فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ پھر فرمایا: اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے تُو ان سے بھی محبت کر۔

ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ ان دونوں نے سرخ رنگ کی قمیض پہنی ہوئی تھیں، چل رہے تھے اور لڑکھڑا رہے تھے۔ بعض دفعہ ٹھوکر لگنے کی وجہ سے گر بھی جاتے تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ

منبر سے اُتر پڑے ان دونوں کو اُٹھایا اور اپنے آگے بٹھایا اور فرمایا:

''صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنة''

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ میری طرف آ رہے تھے اور ٹھوکر کھانے کی وجہ سے گر پڑتے تھے۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے گفتگو ختم کی اور انہیں اُٹھالیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جب بھی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو دیکھتا تو میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ جاتے محبت کی وجہ سے۔ ایک دفعہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا لکع کو میرے پاس بلائیے نا فرمایا لکع کہاں ہے پس امام حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور اپنا ہاتھ نانا پاک کی داڑھی مبارک میں داخل کر دیا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا منہ مبارک ان کے منہ پر رکھ دیا پھر فرمایا:

'' اللھم انی احب فاحبہ واحب من یحبہ''

اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تُو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرتا ہو اس سے بھی محبت کر۔

اپنے شہزادوں کی ناز برداریوں کے باوجود کاشانۂ نبوت کے نورِ چشم ہونے کی وجہ سے جو علم و ادب، اخلاق اور طریقہ زندگی ان کے شایانِ شان تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بھی اپنے نواسوں کو سکھاتے۔

ابوالحوراء روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن

علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا کچھ دیا ہے انہوں نے فرمایا: مجھے جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا ہے کہ ایک دفعہ میں نے صدقہ کی کھجور لے کر اسے منہ میں ڈال لیا، جناب رسول اللہ نے اسے میرے لعاب سمیت میرے منہ سے نکال کر کھجوروں میں رکھ دیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کے کھجور کا دانہ لینے میں آپ نے کیا حرج سمجھا۔ فرمایا! ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ حلال نہیں۔ اور آپ فرماتے تھے۔'' مایریبك الیٰ مالا یریبك فان الصدق طمانینة''

اس چیز کو چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالتی ہے اور اس چیز کو اختیار کر جو تمہیں شک میں نہیں ڈالتی۔ کیونکہ سچائی باعث تسلی واطمینان ہوا کرتی ہے اور ان سے آپ کا یہ قول بھی نقل کیا جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے چند کلمات سکھائے جو میں ہر نماز میں پڑھتا ہوں۔

اللهم اهدنی فیمن هدیت، و عافنی فیمن عافیت و تولنی فیمن تولیت، و بارك لی فیمالی فیما اعطیت، وقنی شر ماقفیت، فانك تقضی ولایقضی علیك وانه لایذل من والیت تبارکت ربنا و تعالیت۔

اس قدر محبت اور ناز برداریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنی امیدیں وابستہ اور اس سے بھی طالبِ دعا ہونے میں اس درجہ راہنمائی، سبحان اللہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پاتے ہیں۔ نیک خصائل اور اخلاقِ نبوت سے آراستہ ہو کر پروان چڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب حد شباب میں قدم رکھتے ہیں تو ان میں اپنے نانا جان کی سی خصائص، ان کا سا حسین مکھڑا، ان کا سا خلقِ عظیم اور ان کا سا اعلیٰ و

ارفع اور وسیع علم جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ دونوں شہزادے رضی اللہ عنہما اس حال میں پروان چڑھے کہ صاحبِ حشمت و ذی وقار تھے، محبوب خلق تھے، پاکیزہ زبان تھے، فصیح و بلیغ و شیریں زبان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فصاحت و بلاغت اپنے نانا، اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے والد بزرگوار سے ورثہ میں حاصل کی تھی۔ دونوں شہزادوں نے اپنے والد بزرگوار سے علم، قرآن اور تفسیر سیکھی، اسی طرح اپنے ہم عصر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علم سے بھی سیراب ہوئے۔

شہزادہ حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہزادہ حسن کے حصے میں میری ہیبت کو سیادت آئی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کے لئے میری جرات اور سخاوت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة**۔ میرے حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا: **الحسن والحسین ریحانتای من الدنیا** حسن اور حسین دنیا میں مرے دو ہی پھول ہیں۔

حسن و حسین ہیں پھول نبی کے فاطمہ بی کے اور علی کے
جن سے سجا ہے باغ مدینہ طیبہ بلا لو شاہِ مدینہ

شہزادہ حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان ذیشان دیا الحسین منی وانا من الحسین (میں حسین سے ہوں اور حسین مجھ سے ہے)

روایت میں آتا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر سینہ اقدس تک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ تھے اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے لے کر پاؤں تک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ تھے۔ نبی کریم علیہ السلام کے وصال

با کمال کے بعد جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت زیادہ اُداس ہوتے تو دونوں شہزادوں کو سامنے کھڑا کر کے دیکھ لیتے یوں انہیں ان دونوں شہزادوں میں جمال مصطفےٰ ﷺ دکھائی دیتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سکون ہو جایا کرتے تھے کہ ہم نے رسالت مآب ﷺ کے دیدار سے اپنی پیاس بجھالی۔

حضرت امام حسین ؓ کا حلیہ مبارک:

حضرت حسین ؓ جہاں سرکار علیہ السلام سے مشابہت رکھتے تھے وہاں آپ کا قد بھی درمیانہ تھا بہت لمبا اور نہ ہی چھوٹا قد تھا۔ آپ کا سینہ مبارک چوڑا چکلا مونڈھے، بڑے بھاری بھر کم جوڑ، چوڑی ہتھلیاں، بڑے قدم، پیچ دار بال (نہ ہی گھنگھریالے اور نہ ہی لمبے) تھے آپ کا جسم مبارک مضبوط تھا۔ آپ کے اخلاق عالیہ کا ایک شاخسانہ یہ بھی تھا کہ آپ لطف و محبت سے لبریز تھے۔ بہت عبادت گزار بڑے روزہ دار اور کثرت سے نمازیں پڑھنے والے تھے۔ آغوشِ نبوت میں پلے بڑھے اور چنانچہ سیدہ زہرا کے مقدس شیر سے سیراب ہوئے۔

دونوں شہزادے اپنے نانا نبی کریم ﷺ کو تمام گھر والوں سے بڑھ کر محبوب تھے، ان سب سے زیادہ آپ کا ان دونوں کے ساتھ قلبی تعلق تھا اور سب سے بڑھ کر آپ کے ہاں انہیں فضیلت حاصل تھی نبی کریم ﷺ کا یہ قول مبارک اہل بیت سے محبت کرنے والوں کی محبت میں یقیناً اضافہ کرتا جائے گا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا احب اہل بیتی الی الحسن والحسین میرے گھر والوں میں سے میرے محبوب ترین حسن ؓ اور حسین ؓ ہیں۔

ابن ماجہ نے یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن جناب رسول

کریم ﷺ کے ہمراہ نکلے ایک کھانے میں دعوت تھی کیا دیکھتے ہیں کہ امام حسین ؓ ایک گلی میں کھیل رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ باقی لوگوں سے آگے بڑھے، اپنے ہاتھ پھیلا دیئے ان کے ساتھ ہنسنے لگے انہیں چوما اور فرمایا (الحسین منی وانا من الحسین) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس کو محبوب رکھتا ہے جو حسین سے محبت کرے، حسین کی اولاد بہت ہوگی اور باقی رہنے والی ہوگی۔ میرا حسین میرا شہزادہ جنتی نوجوانوں کا سردار اُمتوں میں سے گویا ایک اُمت ہے۔ آپ ﷺ ان دونوں نواسوں کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ جب بھی یہ شہزادے آپ سے غائب ہوتے آپ فوراً ان کو اپنے پاس لانے کا حکم فرماتے خود سرکار ان کے ہاں تشریف لے جاتے ان سے لپٹ جاتے انہیں سونگھتے اور اکثر فرماتے مجھے ان شہزادوں سے جنتی پھولوں کی خوشبو آتی ہے یہ میرے پھول ہیں بہت دفعہ امام حسن ؓ اور ان کے پیارے بھائی امام حسین ؓ جب کبھی آپ ﷺ نماز میں سجدہ کی حالت میں ہوتے تو آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے چنانچہ آپ ﷺ سجدے میں اس وقت تک رہتے جب تک یہ دونوں سوار اتر نہ جاتے صحابہ کرام سجدہ لمبا کرنے کا سبب پوچھتے تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے اے میرے صحابہ ارتعلنی بنا فکرھت ان اعجلما میرے شہزادے مجھ پر سوار ہوئے میں یہ ناپسند کرتا ہوں۔ کہ انہیں اپنی پشت سے جلدی اترنے پر مجبور کروں اسی کے بارے میں شاعر کہتا ہے

من فی الوجود ینال ظہر محمد ﷺ
مثل الحسین ینالہ محمودا

(کائنات میں حسین کے علاوہ اور کون ہے جو حسین کی طرح محمد مصطفٰے ﷺ کی پشت پا سکتا ہے وہ اس کو اس حال میں پاتے ہیں کہ تعریف کیے جاتے ہیں اور اظہارِ خوشی کیا جاتا) جناب رسول کریم ﷺ نے انکو یہ اعزاز بخشا کہ باوجود صغر سنی کے ان دونوں کی بیعت قبول فرمائی، اس بیعت میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ ان دونوں شہزادوں کے علاوہ آپ نے کسی کم عمر کی بیعت قبول نہیں فرمائی۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی بیماری کے آخری ایام میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے دونوں بیٹے حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی ان کے ہمراہ تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے دونوں بیٹے حاضر ہیں ان دونوں کو اپنا وارث بنایئے فرمایا حسن میری سخاوت اور رُعب کا وارث ہے اور حسین میری شجاعت وسیادت کے وارث ہیں۔ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے میراث میں حاصل کردہ وہ سخاوت ورعب کافی تھا جو جناب نبی کریم ﷺ کے حضور آنکھوں کو جھکا دیتی تھی نیز نظروں سے ان کو نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے بطور میراث جناب نبی کریم کی شجاعت کافی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ تو تمام لوگوں سے بڑھ کر بہادر تھے۔ سرداری کے لحاظ سے سب سے بڑے تھے اور تمام اولادِ آدم کے سردار تھے۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی زندگیوں میں آپ کی مذکورہ بالا پیش گوئی کی واضح جھلک نظر آتی تھی اور جو کچھ آپ ﷺ نے ان کے حق میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا یہ دونوں شہزادے سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کے جگر کے ٹکڑے، جنتی جوانوں کے سردار اس کا حقیقی مظہر تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جو وفد آتے آپ انہیں جن

انعامات واکرامات سے نوازتے تھے اگر ان کو تفصیلاً بیان کیا جائے تو کئی دفتر درکار ہیں نیز آپ کا مقام ومرتبہ جو مسلمانوں کے دلوں میں ہے وہ تعارف محتاج نہیں۔ جہاں تک حضرت امام حسین کا تعلق ہے تو وہ کون مائی کا لال ہے جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح انتہائی خطرناک حالات کا سامنا کیا ہو خطروں میں گھس کر کمال بہادری کا مظاہرہ کیا ہو، وہ کون ہے جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح زندہ رہ کر اور پھر شہید ہو کر بھی سیادت کی ہو۔ حتیٰ کہ نفوس ان کی محبت سے بھر چکے ہوں قلوب ان کی تعظیم سے لبریز ہوں اور محافل میں ان کی تعظیم وتکریم کا چرچا ہو جناب رسول کریم ﷺ کے نزدیک جو ان دونوں شہزادوں، دونوں بھائیوں کا مقام ومرتبہ تھا صحابہ کرام اس سے بخوبی آگاہ تھے۔ دیکھئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک دن راستے میں شہزادے مل جاتے ہیں انہیں اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں حالانکہ اس وقت آپ خلیفہ تھے۔ ان کو بوسہ دیتے ہیں اور ناز وانداز کرواتے ہوئے یہ شعر بڑھتے ہیں۔

وبابی شبه النبی　　لیس شبیها بعلی

مجھے اپنے باپ کی قسم نبی کے مشابہ ہیں، علی کے مشابہ نہیں۔ اور حضرت علی مسکراتے ہوئے خوش ہوتے ہوئے ان کے پہلو بہ پہلو چل رہے ہیں۔

اب ذرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھئے وہ آپ کو اپنی اولاد پر بھی ترجیح دیتے ہیں حتیٰ کہ بخشش وعطیات تک میں بھی۔ چنانچہ آپ نے ان دونوں شہزادوں کے لئے اہلِ بدر کے برابر وظیفہ مقرر کر رکھا تھا اور جس دن آپ نے ان کو پانچ پانچ ہزار دینار دیئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک ہزار، تو بیٹے نے خفا ہوتے ہوئے کہا۔

آپ اسلام میں میری سبقت اور ہجرت سے بخوبی واقف ہیں لیکن پھر بھی آپ نے مجھے ایک ہزار اور حسنین کریمین کو پانچ پانچ ہزار دیئے ہیں حالانکہ وہ ابھی بچے ہیں۔ مدینے کی گلیوں میں کھیل رہے ہیں اور میں جوان ہو چکا ہوں تو اس پر حضرت عمر ؓ نے اپنے بیٹے سے فرمایا ''اے عبداللہ تیرا مقام ان شہزادوں کے برابر کیونکر ہوسکتا ہے کہ تمہارا نانا ان دونوں کے نانا کی طرح یا تمہاری نانی ان دونوں کی نانی کی طرح نہیں ہے، تمہاری ماں ان دونوں کی ماں کی طرح نہیں ہے اور تمہارا باپ ان دونوں کے باپ کی طرح نہیں ہوسکتا۔

صحابہ وتابعین کی نظروں میں ان دونوں اماموں کی بہت بڑی قدر و منزلت تھی۔ دیکھئے ان کے چچازاد بھائی عبداللہ ابن عباس ؓ کو جو عمر میں ان دونوں شہزادوں سے بڑے تھے۔ بہت بڑا علمی مقام رکھتے تھے اور لوگوں کی نظروں میں معزز ومکرم ہونے کے باوجود جب ان دونوں شہزادوں میں سے کوئی سواری پر سوار ہوتا تو آپ اس کی رکاب تھام لیتے اور کپڑے درست کرتے، لوگوں نے جب اُن سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو سائل سے یوں فرمایا:

''کیا تم نہیں جانتے کہ یہ دونوں کون ہیں۔ یہ حضرت رسول اللہ کے بیٹے ہیں۔ کیا ان کی رکاب تھامنا اور ان کے کپڑے درست کرنا مجھ پر اللہ تعالیٰ کا انعام نہیں ہے؟

حضرت امام حسین ؓ ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ کے قدم مبارک غبار آلود ہو گئے۔ ابو ہریرہ ؓ اُٹھے اور ان کے قدموں سے مٹی جھاڑنے لگے۔ حضرت حسین ؓ نے ان سے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ آپ ایسا

کیوں کر رہے ہیں؟ تو ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا۔ مجھے چھوڑ یئے بخدا اگر لوگ آپ کے بارے میں وہ کچھ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو کبھی بھی آپ کو زمین پر پاؤں نہ رکھنے دیتے بلکہ آپ کے قدم مبارک اپنے سروں پر رکھتے اور آپ کو اپنی گردنوں پر اُٹھا کے رکھتے۔ بہت سارے صحابہ کرام ؓ کا یہ معمول تھا کہ جب وفات کا وقت ان کا قریب آتا تو وہ برکت حاصل کرنے کے لئے اپنا کچھ مال حسنین کریمین ؓ کی خدمت میں پیش کرنے کی وصیت کرتے۔ یہ بات مشہور ہے کہ حضرت مقدار بن عمرو ؓ نے اپنی وفات سے پہلے اپنے ترکہ میں سے چھتیس ہزار درہم کی ان دونوں شہزادوں کے لئے وصیت فرمائی تھی۔ بلاشبہ یہ دونوں عظیم امام اپنے جدِ امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے والد ماجد اور اپنی والدہ محترمہ کے علمی ورثہ کے سچے وارث ثابت ہوئے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسین ؓ اکثر مسجد نبوی میں بیٹھا کرتے اور لوگوں کو فقہ پڑھاتے تھے۔ ایک دفعہ قریش کے ایک فرد نے حضرت معاویہ ؓ سے پوچھا کہ وہ حضرت امام عالی مقام ؓ سے کس طرح ملاقات کرسکتا ہے۔ فرمایا کہ جب تو مسجدِ رسول اللہ ﷺ میں جائے۔ وہاں تجھے ایک حلقہ نظر آئے گا جس میں ایک قوم ایسے انداز میں بیٹھی ہوئی ہو کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں تو تُو جان لے کہ یہ حضرت ابوعبداللہ الحسین ؓ کا حلقہ ہے۔ وہ بڑے سخی اور بہت زیادہ انعام دینے والے تھے۔ ان کے ہاتھ میں جو ہوتا اسے خرچ کر ڈالتے۔ ان کے خوبصورت اور مختصر کلام میں سے کچھ درج ذیل ہے۔

''لوگوں کی تمہاری طرف جو حاجات ہیں وہ تم پر تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

میں سے ایک نعمت ہے، ان سے مت اکتاؤ، وہ کہیں تم سے چھن نہ جائیں، صاحبِ حاجت نے اگر سوال سے اپنا چہرہ نہیں بچایا تو تُو اسے نامراد نہ لوٹا کر اس کے چہرے کی عزت کر، بردباری زینت ہے، وفاداری، کمال مردانگی اور صلہ رحمی نعمتیں ہیں۔ زیادہ طلبی غرور نخوت ہے۔ جلد بازی حماقت ہے اور حماقت کمزوری ہے، غلو ایک گرداب ہے، کمینے لوگوں کی ہم نشینی برائی ہے، فاسق و فاجر لوگوں کی مجلس شک میں مبتلا کرنے والی چیز ہے۔

آپ کے چند اقوال زندگی کو خوبصورت سے خوبصورت بنانے کی جستجو میں اور اولاد کی زندگیوں کو چار چاند لگانے کے لئے قارئین کی نذر کئے جا رہے ہیں۔ توجہ سے پڑھیں اور اپنی اولاد کو بھی ضرور یہ اقوالِ مبارکہ یاد کروائیں تاکہ آپ کے بچے دنیا و آخرت میں کامیاب سے کامیاب زندگی گزار سکیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے چند اشعار جو آپ نے بیان فرمائے ہیں ان کا ترجمہ یہاں تحریر کیا جا رہا ہے تاکہ ان سنہری اصولوں کو اپنا کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جائیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

(۱)......اگرچہ دنیا عمدہ چیز شمار کی جاتی ہے، مگر بلاشبہ اللہ کے ہاں جو ثواب ہے وہ انتہائی قیمتی اور اعلیٰ و افضل چیز ہے۔ اگر جسم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تو پھر ایک آدمی کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جانا افضل ہے۔

(۲)......اگر رزق ایک مقدر شدہ حصہ ہے تو پھر اس کے حصول کی کوششوں میں ایک آدمی کا حریص نہ ہونا باعثِ زینت ہے۔ اگر مال منال سارے کے سارے

چھوڑنے کے لئے ہیں تو پھر کس کام کا ہے، وہ چھوڑا ہوا مال جس پر انسان بخل کر رہا ہے۔ آپ سے چند اور اشعار بھی منقول ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

(۳)...... جب زمانہ تمہیں کاٹے (یعنی زمانے کی طرف سے تمہیں کوئی دکھ و تکلیف پہنچے) تو تُو مخلوق کی طرف نہ جھک اور سوائے اللہ کے جو مدد کرنے والا ہے، عالم ہے، حق ہے، کسی سے نہ مانگ، تُو اگر زندہ رہے اور مشرق سے مغرب تک کا چکر کاٹ لے۔ تو تُو کوئی بھی ایسا نہ پائے گا جو کسی کو نیک بخت یا بد بخت بنانے پر قادر ہو۔

ایک دن ایک بدو آپ کے دروازے پر کھڑا ہوا اس نے دروازے پر دستک دی اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

لم يغب اليوم من رجالك ومن

حرك من خلف مابك الحلقة

جس نے تیرے ساتھ اُمید باندھی وہ کبھی بھی آج کے دن تک ناکام نہیں رہا اور ایسے ہی وہ بھی جس نے تیرے دروازے کے پیچھے لٹکی ہوئی زنجیر ہلائی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نماز کو مختصر کر کے باہر تشریف لائے، اس بدو کے چہرہ پر فقر و فاقہ اور محتاجی و تنگدستی کے آثار نمایاں تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے غلام کو آواز دی اور اس سے پوچھا ہمارے اخراجات کی رقم میں سے تمہارے پاس کیا کچھ باقی ہے اس نے عرض کیا: حضرت دو سو درہم ہیں جن کے بارے میں آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں انہیں آپ کے اہلِ بیت میں تقسیم کر دوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ لے آئیے۔ اب وہ

میں سے ایک نعمت ہے، ان سے مت اکتاؤ، وہ کہیں تم سے چھن نہ جائیں، صاحبِ حاجت نے اگر سوال سے اپنا چہرہ نہیں بچایا تو تُو اسے نامراد نہ لوٹا کر اس کے چہرے کی عزت کر، بردباری زینت ہے، وفاداری، کمال مردانگی اور صلہ رحمی نعمتیں ہیں۔ زیادہ طلبی غرور نخوت ہے۔ جلد بازی حماقت ہے اور حماقت کمزوری ہے، غلو ایک گرداب ہے، کمینے لوگوں کی ہم نشینی برائی ہے، فاسق و فاجر لوگوں کی مجلس شک میں مبتلا کرنے والی چیز ہے۔

آپ کے چند اقوال زندگی کو خوبصورت سے خوبصورت بنانے کی جستجو میں اور اولاد کی زندگیوں کو چار چاند لگانے کے لئے قارئین کی نذر کئے جا رہے ہیں۔ توجہ سے پڑھیں اور اپنی اولاد کو بھی ضرور یہ اقوال مبارکہ یاد کروائیں تاکہ آپ کے بچے دنیا و آخرت میں کامیاب سے کامیاب زندگی گزار سکیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے چند اشعار جو آپ نے بیان فرمائے ہیں ان کا ترجمہ یہاں تحریر کیا جا رہا ہے تاکہ ان سنہری اصولوں کو اپنا کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جائیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

(۱)......اگر چہ دنیا عمدہ چیز شمار کی جاتی ہے، مگر بلاشبہ اللہ کے ہاں جو ثواب ہے وہ انتہائی قیمتی اور اعلیٰ و افضل چیز ہے۔ اگر جسم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تو پھر ایک آدمی کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جانا افضل ہے۔

(۲)......اگر رزق ایک مقدر شدہ حصہ ہے تو پھر اس کے حصول کی کوششوں میں ایک آدمی کا حریص نہ ہونا باعثِ زینت ہے۔ اگر مال منال سارے کے سارے

چھوڑنے کے لئے ہیں تو پھر کس کام کا ہے، وہ چھوڑا ہوا مال جس پر انسان بخل کر رہا ہے۔ آپ سے چند اور اشعار بھی منقول ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

(۳)...... جب زمانہ تمہیں کاٹے (یعنی زمانے کی طرف سے تمہیں کوئی دکھ و تکلیف پہنچے) تو تُو مخلوق کی طرف نہ جھک اور سوائے اللہ کے جو مدد کرنے والا ہے، عالم ہے، حق ہے، کسی سے نہ مانگ، تُو اگر زندہ رہے اور مشرق سے مغرب تک کا چکر کاٹ لے۔ تو تُو کوئی بھی ایسا نہ پائے گا جو کسی کو نیک بخت یا بد بخت بنانے پر قادر ہو۔

ایک دن ایک بدو آپ کے دروازے پر کھڑا ہوا اس نے دروازے پر دستک دی اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

لم يغب اليوم من رجالك ومن
حرك من خلف مابك الحلقة

جس نے تیرے ساتھ اُمید باندھی وہ کبھی بھی آج کے دن تک ناکام نہیں رہا اور ایسے ہی وہ بھی جس نے تیرے دروازے کے پیچھے لٹکی ہوئی زنجیر ہلائی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نماز کو مختصر کر کے باہر تشریف لائے، اس بدو کے چہرہ پر فقر و فاقہ اور محتاجی و تنگدستی کے آثار نمایاں تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے غلام کو آواز دی اور اس سے پوچھا ہمارے اخراجات کی رقم میں سے تمہارے پاس کیا کچھ باقی ہے اس نے عرض کیا: حضرت دو سو درہم ہیں جن کے بارے میں آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں انہیں آپ کے اہلِ بیت میں تقسیم کر دوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ لے آیئے۔ اب وہ

آ گیا ہے جس کا میرے اہلِ بیت کی بہ نسبت زیادہ حق ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ درہم بدو کے حوالے کر دیئے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے معذرت بھی چاہی کہ کم ہیں۔ اس وقت بدو نے یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

وہ پاک ہیں ان کے گریبان صاف ستھرے ہیں۔ جہاں بھی ان کا ذکر کیا جائے، ان پر درود پڑھا جاتا ہے، اور یہ تم ہی ہو جن کے بارے میں ہے۔

" وانتم الاعلون" تمہارے پاس کتاب اور اس کی سورتوں کا علم ہے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ ایک بچے کو اپنی گود میں لے کر پیار کر رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ پیارے آقا اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ جہان سے میرا حسین گزرتا ہے یہ بچہ اس کے پیچھے پیچھے جاتا ہے اور حسین کے قدموں کے نشانوں سے مٹی اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگا لیتا ہے اس لئے اس بچے پہ مجھے بہت پیار آیا کہ یہ میرے شہزادوں سے محبت کرتا ہے۔

آئیں ہم بھی کوشش کریں کہ نواسہ رسول ﷺ اور نبی علیہ السلام کے ساتھ ساتھ آپ کی اہل بیت کی محبت اپنی اولاد کے دل میں جاگزیں کریں کیونکہ نسبت کسی چیز سے ہونا بڑی بات ہے مثلاً کپڑے کے ایک ہی تھان سے جب قرآن پاک کا غلاف تیار ہوتا ہے تو قرآن پاک کے ساتھ نسبت کی وجہ سے اس غلاف کا ادب واحترام باقی تمام کپڑے سے زیادہ ہو جاتا ہے اسی طرح اینٹ جو کہ ایک ہی قسم کے گارے سے تیار ہوتی ہے ایک ہی بھٹی میں پکایا جاتا ہے لیکن جو اینٹ مسجد میں لگ گئی اس کا ادب واحترام اللہ کے گھر کے ساتھ نسبت ہونے کی وجہ سے باقی تمام اینٹوں جہاں پہ اللہ کے نبی ﷺ نے زندگی مبارکہ کے ایام

گزارے جہاں پر آپ ﷺ قدم رنجہ ہوئے ان مساجد کی عظمت وشان کو اللہ رب ذوالجلال نے اس قدر بڑھا دیا کہ عام مساجد میں ایک نماز پڑھے جانے پر ایک ہی نماز کا ثواب ملتا ہے اگر یہی نماز مسجد حرام میں ادا کی جائے تو ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہو جاتا ہے اسی طرح مسجد نبوی شریف میں بھی ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر پہنچ جاتا ہے یہ نسبت کا ہی کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نسبت کا انکار کرنے والوں کو ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

عَلِّمُوا اولادکم تلاوۃ القرآن۔

"اولاد کو سکھاؤ تلاوت قرآن سے محبت"

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لايا تون بمثله ولو كان بعضهم لبعضٍ ظهيراً۔ (بنی اسرائیل آیت 88، پارہ 15 رکوع 10)

وانك لتلقى القرآن من لدن حكيم عليم۔

(النمل آیت 6 پارہ 19 رکوع 16)

لو انزلنا هذا القرآن علىٰ جبل لرايته خاشعاً متصدعاً من خشية الله۔ (الحشر آیت 21)

انا انزلنه فی ليلة القدر (سورۃ قدر پارہ 30)

يٰسين والقرآن الحكيم انك لمن المرسلين

(پارہ ۲۲ سورہ یٰسین)

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان

(پارہ27 سورہ الرحمٰن)

(۱)۔قرآن قرن سے مشتق ہے جس کا معنی ہے پڑھنا۔

(۲)۔قرآں قرن سے بنا ہے جس کا معنی ہے ملنا یا ملانا۔

قرآن کریم وعظیم المرتبت کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے یہ کلام صبح وشام پڑھا جاتا ہے ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔تجوید وترتیل اور حدر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

اس کی ایک آیت دوسری سے ملی ہوئی ہے ایک پارہ دوسرے پارے سے ملا ہے۔ایک سورت دوسری سورت سے ملی ہوئی ہے۔یہ قرآن جس سے مل جاتا ہے اسے اکیلا نہیں چھوڑتا بلکہ اس بندے کو اس کے رب سے ملا ہی دیتا ہے۔

تبارك الذی نزل الفرقان علیٰ عبده لیکون للعالمین نزیراً۔

من عثمان رضی اللہ عنہ **قا ل قال رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم **خیر کم من تعلم القرآن وعلمه۔** (رواہ البخاری، ترمذی ابن ماجہ، ابوداؤد ونسائی)

مُلاّ علی قاری بروایت ترمذی نقل کرتے ہیں کہ قرآن شریف بارگاہ اللہ تعالیٰ میں عرض کرے گا اے اللہ جس نے مجھے پڑھا میری تلاوت کی مجھ سے محبت رکھی اسے کرامت کا جوڑا مرحمت فرما دے۔حق شانہ تعالیٰ قرآن پڑھنے والے کو کرامت کا جوڑا مرحمت فرمائیں گے پھر قرآن بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوگا اے اللہ اب میرے پڑھنے والے کو کرامت کا تاج بھی عطا فرما دے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم سے محبت کرنے اور اسے ترتیل کے ساتھ پڑھنے والوں کو کرامت کا تاج بھی مرحمت فرما دیں گے پھر قرآن عرض کرے گا

باری تعالیٰ اب تو ان سے راضی بھی ہو جا جنہوں نے رات دن کی طویل گھڑیوں میں مجھے پڑھا میری تلاوت خود بھی کی اور اپنی اولاد کو بھی میری تلاوت کی محبت سکھائی تو اللہ تعالیٰ قرآن کے عرض کرنے پر ان تمام لوگوں سے اپنی رضا کا اظہار فرمائیں گے جنہوں نے قرآن کریم کا ادب واحترام بجالائے ہوئے اسے شوق ومحبت سے پڑھا اور پڑھتے ہوئے تلفظ کی ادائیگی کا پورا پورا خیال بھی رکھا۔

(فضائل قرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا کیا میں تمہیں ایسا تحفہ نہ دوں جس سے تم خوش ہو جاؤ۔اس نے عرض کیا یا حضرت عطا فرما دیں تو بڑی مہربانی آپ نے فرمایا **اقرا تبارك الذی بیده الملك وعلمها اهلك وجمیع والدك وصبیان بیتك وجیرانك فانها المنجیة والمجادلة یوم القیمة عندربها لقاء لقا۔** (ضیاء القرآن ص310/5)

خالد بن مصدان کہتے ہیں کہ ایک شخص بڑا گنہگار تھا لیکن سورہ سجدہ پڑھا کرتا تھا۔اس سورت نے اپنے پر اس شخص پر پھیلا دیئے اور عرض کیا اے پروردگار عالم یہ میری بہت تلاوت کرتا تھا اس پر رحمت فرما دے۔اس سورۃ کی شفاعت قبول کی گئی۔اور حکم ہوا کہ اس شخص کی ہر خطا کے بدلے میں اسے ایک نیکی دی جائے۔(فضائل قرآن ص38)

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمومنین۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرمانی اور بوعلی سینا کے درمیان نام خدا کی تاثیر پر گفتگو ہوئی، بوعلی سینا نے نام خدا کی تاثیر پر اعتراض کیا کہ نام خدا میں کس طرح تاثیر ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ حضرت ابوالحسن خرمانی کو جلال آ گیا آپ نے فرمایا

اوخر توچہ دانی۔ بوعلی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوگیا۔ آپ نے فرمایا لفظ خر میں اگر اتنی تاثیر ہے تو اللہ کے نام میں کیوں تاثیر نہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین ؒ نے ارشاد فرمایا کہ سلطان محمود غزنوی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا تمہارے ساتھ قبر میں کیا معاملہ پیش آیا جواب دیا۔ ایک رات میں قصبہ میں تھا ایک الماری میں قرآن کریم رکھا ہوا تھا پتہ نہ تھا کہ قرآن کریم کس طرف پڑا ہے ساری رات اس خوف سے سویا نہیں کہ اگر لیٹوں گا تو کلامِ الٰہی کی طرف پاؤں ہوں گے کہیں بے ادبی نہ ہو جائے بس اسی ادب کے بدلے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ (ضیائے حرم اپریل ص:60)

فی الحدیث للمومن ثلاثہ حصون ذکر اللہ وقراۃ القرآن والمسجد۔ (روح البیان اول ص:215)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بنی نوع انسان میں کچھ اللہ والے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ اہل قرآن ہیں، اہل قرآن ہی اللہ والے ہیں اور اس کے خاص آدمی ہیں جیسا کہ انسان کی ملکیت میں ایک گھر ہو اور اس کے کئی کمرے ہوں اس میں سے ایک کمرہ اس نے اپنے آرام کے لئے مخصوص کیا ہو تو اس انسان کو اس کمرہ سے خاص انس ہوگا حالانکہ وہ سب کمروں کا مالک ہے۔ اسی طرح تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں مگر اللہ کو وہی بندہ سب سے پیارا ہوگا جس کے دل میں اللہ کے کلام کی محبت ہوگی اور جو رات دن کی گھڑیوں میں اللہ کے کلام کو خضوع وخشوع سے پڑھتا ہوگا۔ اس کی تلاوت کرے اور اپنی اولاد کو بھی اللہ کے کلام کی تلاوت سے محبت سکھائے۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بنی نوع انسان میں کچھ اللہ والے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: وہ اہل قرآن ہیں۔ اہل قرآن ہی اللہ والے اور اس کے خاص آدمی ہیں۔

انسان کی ملکیت میں ایک محل ہو۔ اس کے کئی کمرے ہوں ان میں سے ایک کمرہ اس نے اپنے آرام کے لئے مخصوص کیا ہو۔ تو اس انسان کو اس کمرہ سے خاص اُنس ہوگا حالانکہ سب کمروں کا مالک ہے۔ اسی طرح سب انسان اللہ کی مخلوق ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو انہیں سے پیار و محبت ہوگا جن کے دلوں میں قرآن بسا ہوگا اور جو قرآن کریم کی گھروں میں تلاوت بھی کرتے ہوں گے اور قرآن کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بھی گزارتے ہوں گے۔

فی الحدیث للمومن حصون ثلاثۃٌ ذکر اللّٰہ و قراۃ القرآن والمسجد۔

(روح البیان اوّل ص215)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشک دو آدمیوں پر ہونا چاہئے ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی دولت سے سرفراز فرمایا پس وہ دن رات کی طویل گھڑیوں میں اس کی تلاوت میں مصروف رہتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا کیا۔ پس وہ دن رات اسے خرچ کرتا رہتا ہے۔

قرآن کریم وہ عظیم الشان کتاب ہے جسے رب کا کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے یہ قرآن اتنی عظمت وشان والی کتاب ہے کہ اس کتاب کو سینے میں بسانے والے حافظ قرآن اللہ کے نور سے معمور ہو جاتے ہیں جب وہ کلام الٰہی کی

تعلیم احسن طریقے سے دیتے ہیں اور خود بھی تلفظ کی صحیح ادائیگی پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

یہی ہے آرزو کہ تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اُونچا پرچم اسلام ہو جائے

اہل قرآن ہی اللہ والے ہیں جس نے ان سے دوستی کی اس نے یقیناً اللہ سے دوستی کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے یقیناً اللہ عزوجل سے عداوت کی۔ (کنز العمال اوّل ص523)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بھی قوم کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور اس کتاب کی درس و تدریس کے لئے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو جائے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں جھرمٹ میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر خیر کرتا ہے ان قدسیوں میں جو اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ (مسلم شریف ابوداؤد باسناد صحیح)

حضرت براٗء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اس کے قریب ہی گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا اتنے میں ایک بادل نے اس پر سایہ کر دیا اور وہ بادل قریب تر ہوتا گیا بادل جوں جوں قریب ہوا گھوڑے نے اچھلنا شروع کر دیا پھر کافی دیر تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ وہ آدمی صبح کے وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے سارے واقعہ کا ذکر کیا اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔

(مشکوٰۃ شریف ص184)

صحیحین کی روایت میں ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں یوں بیان فرمایا کہ وہ رات کے وقت سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے قریب بندھا ہوا تھا اچانک گھوڑے نے گھومنا شروع کر دیا انہوں نے دیکھ کر تلاوت کو موقوف کر دیا تو گھوڑا بھی رک گیا۔ اُنہوں نے دوبارہ پھر قرآن پڑھنا شروع کیا تو دوبارہ گھوڑا گھومنے لگا۔ انہوں نے قرآن پڑھنا بند کر دیا تو گھوڑا بھی رک گیا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا تو انہوں نے تلاوت کرنی روک لی کیونکہ ان کا لڑکا گھوڑے کے قریب ہی سویا ہوا تھا انہیں اندیشہ ہوا کہ گھوڑا اسے تکلیف نہ پہنچا دے جب انہوں نے اپنے لڑکے کو گھوڑے سے دور کیا اپنا چہرہ آسمان کی طرف کیا تو دیکھا کہ ایک سائبان میں قندیلیں روشن ہیں۔ صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تمام ماجرا عرض کر دیا آپ نے فرمایا: اے حضیر کے بیٹے تم نے قرآن پڑھتے رہنا تھا۔ اے حضیر کے بیٹے تم نے قرآن پڑھتے رہنا تھا۔

انہوں نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا گھوڑے کے قریب تھا میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑا میرے بیٹے کو روند نہ ڈالے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اسید وہ اللہ عزوجل کی نوری مخلوق فرشتے تھے جو تیری تلاوت قرآن سننے کے لئے آئے تھے جو تیری تلاوت قرآن سننے کے لئے آئے تھے۔ اگر تو تلاوت قرآن جاری رکھتا تو لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کا دیدار کر لیتے جو فرشتے تیری قرآن کی تلاوت سننے کے لئے آئے تھے۔

(مشکوٰۃ، بخاری ومسلم)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سب میں بہترین وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔ (بخاری شریف)

خیر کم من تعلم القرآن وَ عَلمهُ۔

تم سب میں بہترین قرآن سیکھنے والا اور قرآن سکھانے والا ہے۔

حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس آدمی کو قرآن میرے ذکر سے اور مجھ سے مانگنے سے مشغول کردے تو میں اسے کہیں زیادہ افضل عطا کروں گا جو میں مانگنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت باقی تمام کلاموں پر ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی نہ ہو تو وہ اس گھر کی مانند ہے جو کھنڈرات میں بدل چکا ہو نہ اس کی دیواریں درست ہوں اور نہ ہی اس کا کوئی مکین ہو۔ (ترمذی شریف)

قرآن کریم میں کلام الٰہی کی تلاوت نہ کرنے والوں اور اس کلام کو سمجھنے سے غفلت برتنے والوں کی وعید میں سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ربانی ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰىo قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًاo قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (طٰہٰ 124،126)

ترجمہ: اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا پس بے شک ہم اس پر زندگی کا جامہ تنگ کر دیں گے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے پس وہ عرض کرے گا۔ اے میرے پروردگار عالم تو نے میرا حشر اندھا کر کے

کیوں کیا اور میں تو بالکل بینا تھا (یعنی دیکھنے والا تھا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس طرح تیرے پاس میری نشانیاں آئیں پس تو نے انہیں بھلا دیا اسی طرح آج ہم نے تمہیں بھلا دیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے لیموں کی طرح سے کہ جس کا ذائقہ بھی عمدہ اور جس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کریم نہیں پڑھتا کھجور کی مانند ہے جس کی خوشبو نہیں ہوتی اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے اور وہ منافق جو قرآن پڑھتا ہے وہ ریحانہ نیاز بو کی طرح ہوتا ہے جس کی خوشبو عمدہ اور ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ اور وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا وہ اندرائن کی طرح ہوتا ہے نہ جس میں خوشبو ہے اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے ایک روایت میں منافق کی جگہ فاجر کا لفظ آیا ہے۔ (احمد بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

ہمارے اسلاف، بزرگان دین، مشائخ عظام اور خلفائے راشدین کلام الٰہی سے بے پناہ محبت رکھتے تھے روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا ان کا شعار تھا۔

خلفائے راشدین میں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے گھنٹوں گھنٹوں قرآن کی آیات پر غور فرماتے اور بارہا ایسا ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت سنتے سنتے شیخین اس قدر آبدیدہ ہوتے کہ ان کا پیراہن مبارک بھی تر ہو جایا کرتا خلفائے راشدین میں سے حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ حافظ قرآن تھے اور قرآن کریم اس قدر پڑھا کرتے تھے کہ روزانہ رات کو وتر کی نماز میں قرآن کریم ختم کر

دیا کرتے تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ کو ذوالنورین کہنے کی ایک وجہ رات کو روزانہ قرآن کریم ختم کرنا ہے کیونکہ قرآن بھی نور ہے اور رات کا قیام بھی نور ہے **القرآنِ نورٌ و قیام اللیل نورٌ**۔ قرآن بھی نور ہے اور رات کا قیام کرنا بھی نور ہے۔ اس لئے خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی کو ذوالنورین (دونوروں والا کہا جاتا)

ایک روایت میں آتا ہے کہ عثمان غنی ؓ نورانی ہستی ہیں جن سے ساری کائنات منور ہے اور آپ ؓ کے جنت میں جانے سے جنت دوبار چمکے گی ایک تو آپ کے رات کو قیام کر کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے دوسرا سرکار علیہ السلام کی محبت دل میں سجا کر راہ خدا عزوجل میں مال خرچ کرنے کی وجہ سے یعنی سخاوت کی وجہ سے کیونکہ سخاوت بھی ایک نور ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ؓ قرآن کریم سے اس قدر محبت کرتے کہ اور بڑی ہی سریلی اور شیریں آواز میں قرآن کریم پڑھا کرتے تھے اور قرآن کریم کی بھی یہی تعلیم ہے کہ قرآن کریم پڑھنے والے جب بھی قرآن پڑھیں باوضو ہو کر ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ترتیل کے ساتھ قرآن کریم پڑھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و رتّل القرآن ترتیلا ۔ اور قرآن کو خوبصورت آواز میں یعنی ترتیل کے ساتھ پڑھو۔

اور ایک دوسری جگہ پر قرآن کریم کو اس قدر ہمہ تن گوش ہو کر اور اتنے ادب سے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے کہ بالکل کسی قسم کی بات کرنا یا اِدھر اُدھر کی ہانکنے کی بالکل اجازت نہیں ہے یہی حالت کلام الٰہی کے سننے سماعت کرنے میں

بھی ہونی چاہئے۔ آیئے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کو توجہ سے سنیں جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

ترجمہ: اور جب قرآن کریم پڑھا جائے تو غور سے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

قرآن کریم اور مولا علی ؓ کے تعلق کو سرکار دو عالم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

القرآن مَعَ عَلیٍ و علیٌ مع القرآن لا یفترقان حتی یر داعلی الحوض۔

(مسند بزار، طبرانی، حاکم، ترمذی)

قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہیں یہ آپس میں جدا نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ حوض کوثر پر لوٹ آئیں۔

دلیل یہ ہے کہ **لایفترقان حتی یرداعلی الحوض**۔ یعنی یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے جب حضرت علی ؓ حوض کوثر پر آئیں گے تو قرآن اس وقت بھی ساتھ ہوگا۔

اس لئے اگر کسی حقیقت کی خبر نہ ہو تو علی ؓ حقیقت شناس ہیں۔ ان سے پوچھ لو۔ علی اہلِ ذکر ہیں اور ذکر سے مراد کلام الٰہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنا نحن نزلنا الزکرو انا له لحافظون o

فَسْئَلُوْا اَهل الذکر ان کنتم لا تعلمون o

اگر حقیقت کا علم نہ ہو تو اہل ذکر سے سوال کرو۔

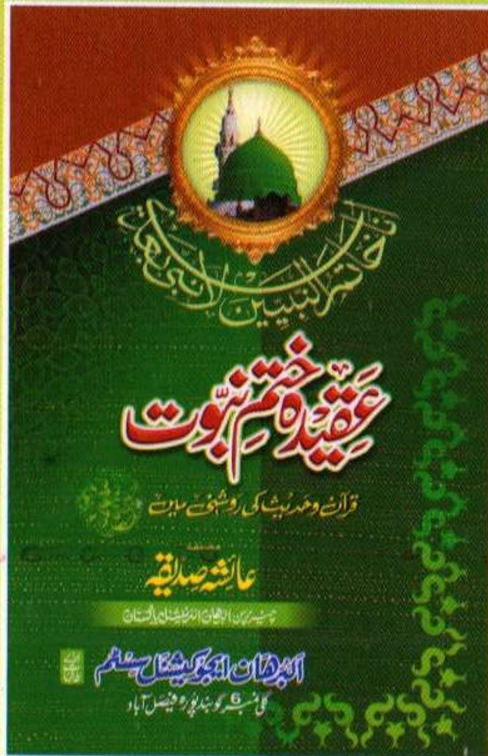
اہلِ ذکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا۔

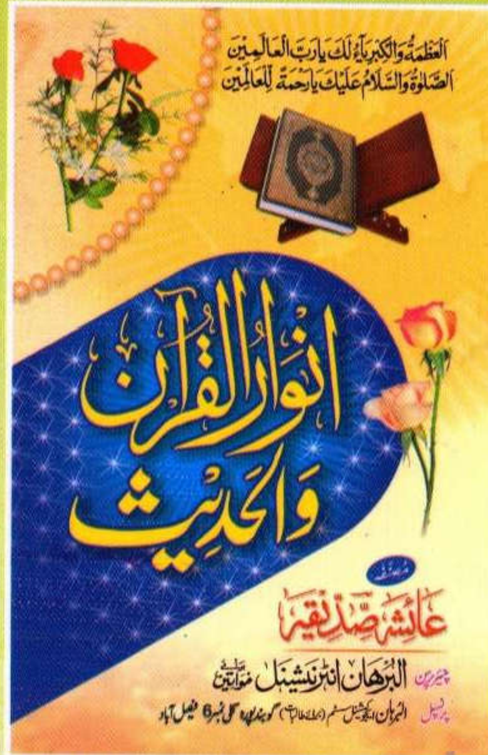
قال علی بن ابی طالب نحن اھل الذکر۔

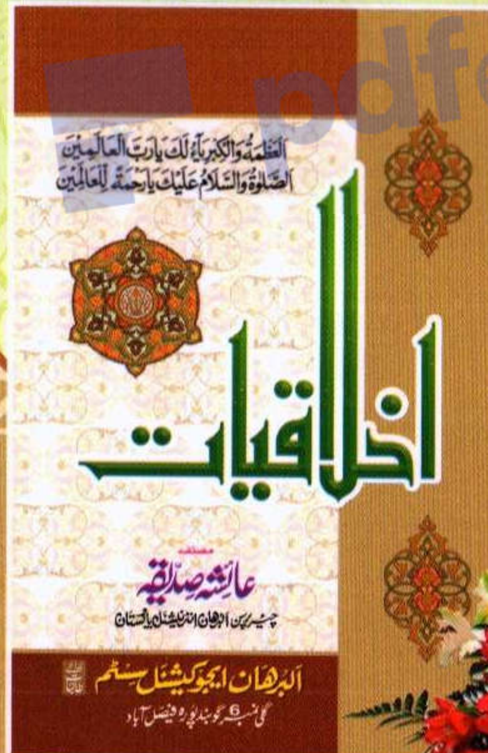
ہم ہی اہل ذکر ہیں۔ (مصنفہ:55)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ہی ذکر والے ہیں۔
آخر میں ذکر قرآن کریم کا بیان کرنے کے بعد اللہ کریم عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتی ہوں کہ باری تعالیٰ ہمیں خلفائے راشدین، اپنے اسلاف، اپنے بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قرآن کریم کا صحیح فہم عطا فرمائے اور اپنے گھروں میں روزانہ کلام الٰہی کے صحیح تلفظ کی احسن ادائیگی کے ساتھ تلاوت کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اپنی اولاد کو قرآن کریم پڑھتے رہنے کی تاکید کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ روزِ قیامت ہماری آنکھوں کا نور بھی سلامت رہے اور پروردگارِ عالم جل وعلا بھی ہمیں اپنی رحمت سے دُور نہ کرے بلکہ اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہ نبیك الکریم و علی اٰلہ واَصحابہ و بارك وسلم۔







البرھان انٹرنیشنل پاکستان

Cell 0092-300-8663533
Email mafzalsaeed@gmail.com
F.book afzalsaeed12@gmail.com